عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۲۲ تا ۲۸ / ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۱ / جون ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۴

معمولاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے مجدد کی حقیقت!

تحفظِ ختمِ نبوت

شہیدِ ختمِ نبوت کی خدمات

توضیح وتشریح المصوّر

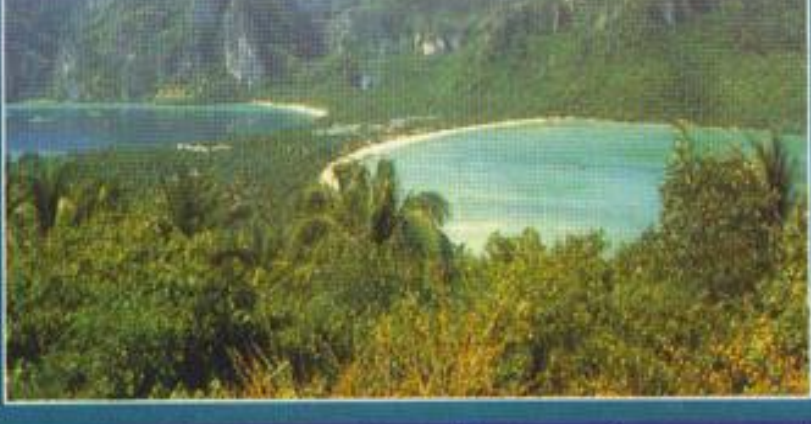

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

استخارہ کرنا حق ہے لیکن فال کھلوانا ناجائز ہے:

س:.....کیا استخارہ لینا کسی بھی کام کرنے سے پہلے اور فال کھلوانا شرعی نقطۂ نظر سے درست ہے؟

ج:.....سنت طریقے کے مطابق استخارہ تو مسنون ہے، حدیث میں اس کی ترغیب آئی ہے اور فال کھلوانا ناجائز ہے۔

دست شناسی اور اسلام

س:.....اسلام کی رو سے دست شناسی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا سیکھنا اور ہاتھ دیکھ کر مستقبل کا حال بتانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:.....ان چیزوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

دست شناسی کی کمائی کھانا:

س:.....علم نجوم پر لکھی ہوئی کتابیں (پامسٹری) وغیرہ پڑھ کر لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر حالات بتانا یعنی پیشگوئیاں کرنا اور اس پیشہ سے کمائی کرنا ایک مسلمان کے لئے جائز ہے؟

ج:.....جائز نہیں۔

ستاروں کا علم:

س:.....کیا ستاروں کے علم کو درست اور صحیح سمجھا جاسکتا ہے اور کیا اس پر یقین کرنے سے ایمان پر کوئی فرق تو نہیں پڑتا؟

ج:.....ستاروں کا علم یقینی نہیں اور پھر ستارے بذاتِ خود موٴثر بھی نہیں، اس لئے اس پر یقین کرنے کی ممانعت ہے۔

نجوم پر اعتقاد کفر ہے:

س:.....میں نے اپنے لڑکے کی شادی کا پیغام ایک عزیز کے ہاں دیا، انہوں نے کچھ دن بعد جواب دیا کہ میں نے علم الاعداد اور ستاروں کا حساب نکلوایا ہے میں مجبور ہوں کہ بچوں کے ستارے آپس میں نہیں ملتے۔ اس لئے میری طرف سے انکار سمجھیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ از روئے شرع ان کا یہ فعل کہاں تک درست ہے؟

ج:.....نجوم پر اعتقاد تو کفر ہے۔

اہل نجوم پر اعتماد درست نہیں:

س:.....اکثر اہل نجوم کہتے ہیں کہ سال میں ایک دن ایک مقررہ وقت ایسا آتا ہے کہ اس مقررہ وقت میں جو دعا بھی مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اس مقررہ وقت میں ان پڑھ لوگوں کی اکثریت دعائیں مانگنے میں مصروف رہتی ہے۔ مہربانی فرماکر بتائیے کہ کیا دعائیں صرف ایک مقررہ وقت اور وہ بھی سال میں ایک دن قبول ہوتی ہیں؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سال کے باقی دنوں میں دعائیں نہ مانگی جائیں؟

ج:.....اسلام کے نقطۂ نظر سے تو چوبیس گھنٹے میں ایک وقت (جس کی تعیین نہیں کی گئی) ایسا آتا ہے، جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ باقی نجوم پر مجھے نہ عقیدہ ہے نہ عقیدہ رکھنے کو صحیح سمجھتا ہوں۔

برجوں اور ستاروں میں کوئی ذاتی تاثیر نہیں:

س:.....اپنی قسمت کا حال دریافت کرنا یا اخبارات وغیرہ میں جو کیفیات یا حالات درج کئے جاتے ہیں کہ فلاں برج والے کے ساتھ یہ ہوگا وہ ہوگا پڑھنا یا معلوم کرنا درست ہے اور اس بات پر یقین رکھنا کہ فلاں تاریخ کو پیدا ہونے والے کا برج فلاں ہے گناہ ہے؟

ج:.....اہل اسلام کے نزدیک نہ تو کوئی شخص کسی کی قسمت کا صحیح صحیح حال بتاسکتا ہے، نہ برجوں اور ستاروں میں کوئی ذاتی تاثیر ہے۔ ان باتوں پر یقین کرنا گناہ ہے اور ایسے لوگ ہمیشہ پریشان رہتے اور توہم پرست بن جاتے ہیں۔

نجومی کو ہاتھ دکھانا:

س:.....جناب مولانا صاحب ہمیں ہاتھ دکھانے کا بہت شوق ہے، ہر دیکھنے والے کو دکھاتے ہیں، بتائیے کہ یہ باتیں ماننی چاہئیں یا نہیں؟

ج:.....ہاتھ دکھانے کا شوق بڑا غلط ہے۔ اور ایک بے مقصد کام بھی اور اس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے، جس شخص کو اس کی لت پڑ جائے وہ ہمیشہ پریشان رہے گا اور ان لوگوں کی انٹ شنٹ باتوں میں الجھا رہے گا۔

جو منجم سے مستقبل کا حال پوچھے اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی:

س:.....میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ستاروں کے علم پڑھنے سے یعنی جس طرح اخبارات اور رسالوں میں دیا ہوا ہوتا ہے کہ: ”یہ ہفتہ آپ کا کیسا رہے گا“ پڑھنے سے خدا تعالیٰ اس شخص کی ۴۰ دن تک دعا قبول نہیں کرتا، جب میں نے یہ بات اپنے ایک عزیز دوست کو بتائی تو وہ کہنے لگا کہ یہ سب فضول باتیں ہیں کہ خداوند تعالیٰ ۴۰ دن تک دعا قبول نہیں کرتا ویسے ستاروں کے علم پر تو میں یقین نہیں رکھتا کیونکہ ایسی باتوں پر یقین رکھنے سے ایمان پر دیمک لگ جاتی ہے تو اس سلسلے میں بتائیے کہ کس کا نظریہ درست ہے؟

ج:.....اس سوال کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم اور مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ: ”جو شخص کسی ”عراف“ کے پاس گیا، پس اس سے کوئی بات دریافت کی تو ۴۰ دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔“ (صحیح مسلم ص۲۳۳ ج۲)

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوت

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ

۲۲ تا ۲۸ / ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۱ / جون ۲۰۰۱ء

جلد: ۲۰ شمارہ: ۴

☆ بیاد گار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرتعاون بیرون ممالک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۵ روپے سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ ۹۴۹ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارے میں

جاں نثاران ختم نبوت......بھرپور تعاون جاری رکھیں .... (اداریہ) 4
توضیح و تشریح المصور جل جلالہ........ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
معمولات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم........ (قاری احمد میاں تھانوی) 9
تحفظ ختم نبوت......حضرت شہید ختم نبوتؒ کی خدمات........ (مولانا مفتی محمد جمیل خان) 12
مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے مجدد کی حقیقت........ (مولانا شاہ عالم گورکھپوری) 18
عاشقان مصطفیٰؐ کے نام درد بھرا پیغام........ (جناب حافظ سعد شیخ) 20
تین قادیانیوں کا قبول اسلام........ 22
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی یاد میں .... (الشیخ رضاء الحق، جنوبی افریقہ) 27

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

جاں نثاران ختم نبوت

بھرپور تعاون جاری رکھیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علمأ حق کا وہ قافلہ ہے، جن کے قائدین کی نسبت مختلف واسطوں سے ہوتی ہوئی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ اول کے واسطہ سے نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اسلام کا وہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر نقب لگانے والوں کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ اسود عنسی کے جب جھوٹے دعویٰ نبوت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو حکم دیا کہ اس شخص کو واصل جہنم کردیا جائے۔ حضرت فیروز دیلمیؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی جس وقت تعمیل کی، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر آخرت کی تیاری فرمارہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فاز فیروز'' (فیروز کامیاب ہوئے)۔ پہلا جھوٹا مدعی نبوت واصل جہنم ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد مسیلمہ کذاب اور بعض دوسرے لوگوں نے جن میں ایک سجاح نامی عورت بھی شامل تھی نے جھوٹا دعویٰ نبوت ہی نہیں کیا بلکہ لشکر ترتیب دے کر مسلمانوں کے خلاف لشکرکشی کی تھی۔ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے باوجود تمام تر مشکلات کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لشکر ترتیب دیا اور مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروؤں کو جہنم رسید کیا۔ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس سنت پر امت نے عمل کرتے ہوئے تقریباً ۴۲ جھوٹے مدعیان نبوت کو جہنم رسید کیا۔ برصغیر میں جب انگریزوں کے ایما پر مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت سے شروع ہوکر مسیح موعود اور پھر جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو سب سے پہلے علمأ لدھیانہ نے ان کے کفر کا فتویٰ جاری کرکے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ اس فتویٰ کی توثیق دارالعلوم دیوبند کی جانب سے ہوئی تھی۔ حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر علمأ کرام نے بھی اس فتویٰ کی توثیق کی۔ علمأ اسلام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ لدھیانہ میں جب مرزا غلام احمد قادیانی آیا تو مولانا عبداللہ لدھیانوی نے برسرعام اس کو للکارا اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا اور راہ فرار اختیار کی۔ دوسری جگہوں پر مناظروں میں اس کا یہی حشر ہوا۔

غرض علمأ کرام نے نسبت صدیقی کی لاج رکھتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ ۱۹۳۰ء میں محدث العصر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے اس فتنے کی شرانگیزیوں کو محسوس کرکے لاہور میں پانچ سو سے زائد علمأ کرام کو جمع کیا اور قادیانیت کے خلاف کام کرنے کی ضرورت کا احساس دلایا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قادیان جاکر مرزا قادیانی کی ذریت کو للکارا۔ مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان نے قادیان میں رہ کر اس فتنہ کا تعاقب کیا۔ علامہ اقبال مرحوم کو مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اس فتنہ کے خلاف کام کرنے پر آمادہ کیا۔ غرض تحریک آزادی کے ساتھ قافلہ علمأ حق قادیانیت کی سرکوبی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرتا رہا تا آنکہ پاکستان قائم ہوا۔ قادیانیوں نے سازشوں سے کشمیر کو پاکستان میں شامل ہونے نہیں دیا۔ ظفراللہ قادیانی نے پاکستان کا مقدمہ خراب کیا اور پاکستان بننے کے بعد تمام سفارت خانوں میں قادیانیوں کو بھرتی کرکے قادیانیت کی تبلیغی سرگرمیوں کے مراکز ان سفارت خانوں کو بنادیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور دیگر علمأ کرام میدان عمل میں اترے۔ مرزا بشیرالدین محمود نے بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے ناپاک عزائم کو ناکام کیا اور ۱۹۵۳ء میں دس ہزار سے زائد نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا اور ایک لاکھ سے زائد علمأ کرام پابند سلاسل ہوئے۔ امیر شریعتؒ کی رحلت کے بعد قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھریؒ،

مولانا لال حسین اخترؒ امیر منتخب ہوئے اور اپنے اپنے حصے کا کام کر کے دربار خداوندی میں سرخرو ہو کر پہنچتے رہے تا آنکہ ۱۹۷۴ء میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ امیر منتخب ہوئے اور عجیب بات یہ کہ اسی دوران مولانا مفتی محمودؒ قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے حزب اختلاف میں اہم کردار ادا کر رہے تھے کہ ربوہ (چناب نگر) اسٹیشن پر مرزا طاہر اپنے ہزاروں غنڈوں سمیت نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلباء پر حملہ آور ہوا اور ان کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس پر سراپا احتجاج بن گئی۔ تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی اور پوری قوم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں اتر آئی۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو فرمایا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کو پھر شرارت سوجھی۔ کلمہ طیبہ کی توہین کرنا شروع کی، شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم، مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا عبداللہ شہیدؒ، مولانا فضل الرحمن اور دیگر علماء کرام کے ہمراہ میدان عمل میں اترے۔ اسلام آباد میں دھرنے کا فیصلہ ہوا، جاں نثاران ختم نبوت اپنے اکابر کے شانہ بشانہ موجود رہے بالآخر جنرل ضیاء الحق مرحوم امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا۔ قادیانیوں نے انگلینڈ، یورپ اور افریقہ کا رخ کیا تو مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ، عبدالرحمن یعقوب باوا کے ہمراہ قادیانیوں کا تعاقب کیا۔ مولانا مفتی احمد الرحمنؒ رخصت ہوئے تو شہید ختم نبوت نے ذمہ داریاں سنبھالیں اور شہید ختم نبوت نے ناموس رسالت کے لئے جان کا نذرانہ پیش کر کے علماء حق کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ جنرل پرویز مشرف گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے، اعلان کیا کہ:

''شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے خون کی لاج میں اسلامی دفعات اور قادیانیت سے متعلق دفعات عبوری آئین میں شامل کی جاتی ہیں۔''

الحمدللہ ثم الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ عظیم سفر جس کے بارے میں محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے مطابق: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی'' اور شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے مطابق: ''ختم نبوت کا کام کرنے والوں کا درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی محافظین کی طرح ہے۔'' شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور شیخ طریقت حضرت مولانا سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ العالی، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی اور دیگر علماء کرام کی سرپرستی اور قیادت میں کام جاری ہے جس میں ہر مسلمان کی شرکت باعث سعادت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے۔ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ عیسائیت، قادیانیت، یہودیت ذرائع ابلاغ کے ذریعہ کفریہ مہم کو زور و شور سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پاس صرف اور صرف مختصر سا لٹریچر اور شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تالیفات، ایک رسالہ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' اور ایک ماہنامہ ''لولاک'' ہے۔ لٹریچر تمام کا تمام بلا معاوضہ لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیا جاتا ہے، جس کی اشاعت پر ہر سال لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' لاگت سے بھی کم قیمت پر قارئین تک پہنچایا جاتا ہے۔ مولانا مفتی احمد الرحمنؒ اور شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اس کے خسارے کو ختم کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ معاونت فرماتے رہتے تھے۔ اس بناء پر کاغذ کی گرانی، ڈاک کے اخراجات میں دوگنا اضافے کے باوجود قیمت میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ گزشتہ سال بارہ لاکھ روپے کے قریب خسارہ ہوا جبکہ اس سال خسارہ کا تناسب بہت زیادہ نظر آ رہا ہے۔ اس بناء پر بادل نخواستہ فیصلہ کیا گیا کہ جاں نثاران ختم نبوت کو اپنے اس اضافی بوجھ میں شریک کیا جائے اور رسالے کی قیمت میں صرف دو روپے کا اضافہ کیا جائے تاکہ ڈاک خرچ کا نقصان تو کم از کم پورا ہو سکے۔ ہم جاں نثاران ختم نبوت سے اپیل کریں گے کہ جس طرح وہ ہر معاملے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی بھرپور تعاون فرمائیں گے اور اس سلسلہ میں اس اضافی بوجھ کے بجائے ثواب تصور کریں گے۔ جاں نثاران ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے لئے اشتہارات کے سلسلے میں بھی تعاون فرمائیں۔ اسی طرح خسارہ ختم کرنے کے سلسلے میں فنڈز بھی مہیا فرمائیں تاکہ آپ کا یہ رسالہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا مبارک سفر جاری رکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمین)

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

توضیح و تشریح المصور عزوجل

جہان فطرت کے حسن نے اپنے چہرے سے تمام نقابیں الٹ دی ہیں، فطرت کی خوبروئی، خوبصورتی اور دلکشی روز ازل سے نظام فطرت کے مطابق اپنے فطری افعال سرانجام دے رہی ہے۔ کائنات کا خوبرو، خوبصورت، حسین اور مربوط نظام ایک عظیم "خالق الباری المصور ﷻ" کی تخلیقی صفات کا مرہون منت ہے، جس نے عدم کو وجود بخشا ہے اور وہی ہے جو جسم کو روح عطا کرتا ہے، جو سب کو اپنی اپنی شکل و صورت میں انفرادی اور امتیازی شان بخشتا ہے۔ (مدیر)

شب تاریک کی کوکھ سے سفیدۂ سحر کی نمود ہوتی ہے تو طائران خوش الحان اپنی اپنی زبان میں ایک عظیم صانع کی حمد وثنا میں مصروف ہو جاتے ہیں، اتنے میں آفتاب کی کرنیں شفق کی سرخی کو چوم کر کائنات ارضی کو نوید مسرت دیتی ہیں۔ ایک ننھی سی کرن گلاب کی کلی کو چومتی ہے تو نسیم صبح کا آنسو جو شبنم کا قطرہ نہیں موتی بن کر کلی کی آغوش میں پناہ گزیں ہوتا ہے گر جاتا ہے اور کلی کی انتہائی نرم و نازک پتیاں ایک دلنشیں انداز میں کھل جاتی ہیں اور کلی کھل کر خوبرو و خوبصورت پھول بن جاتا ہے، جو "المصور جل جلالہ" کی احسن تقویم یعنی انسان کو نظارۂ حسن کی دعوت دیتا ہے، ایک صاحب عقل و خرد اس دلکش منظر کو ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصے کی رفتار سے "دل" کو نوید مسرت دیتی ہے۔ ایک اہل دل جتنا اپنے قلبی وفور سے محظوظ ہوتا ہے، اسے الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

"فتبارك الله احسن الخالقين"

اتنے میں ایک چھوٹی سی تتلی جو کائنات ارضی کے محسوس رنگوں کا دلکش نظارہ پیش کرتے ہوئے تلاش رزق میں پھول کے زردانوں کو حاصل کرتی ہے اور وہ جس نرالے انداز میں اس کام میں مصروف بھنبھناہٹ کی آواز پیدا کرتی ہے وہ "المصور جل جلالہ" کے نظارۂ قدرت کو دیکھنے والی آنکھ کے لئے جو لطف پیدا کرتی ہے وہ منظر اہل دل دیکھ کر بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے: فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

جہاں فطرت کے حسن نے اپنے چہرے سے تمام نقابیں الٹ دی ہیں۔ فطرت کی خوبروئی، خوبصورتی اور دلکشی روز ازل سے نظام فطرت کے مطابق اپنے فطری افعال سرانجام دے رہی ہے۔ کائنات کا خوبرو، خوبصورت حسین اور مربوط نظام ایک عظیم خالق جو "المصور جل جلالہ" بھی ہے کی تخلیقی صفات کا مرہون منت ہے۔ یہ ارض و سماء کی وسعتیں، یہ آفتاب و ماہتاب کی ضوفشانی، کہکشاؤں کے جھرمٹ، یہ مشرقین و مغربین کی دوریاں، یہ حد نگاہ کو چومتی شفق کی سرخیاں یہ کوہ و دامن، دریاؤں اور ندی، نالوں کا مسحور کن شور، سمندروں کی امواج کا حد سے تجاوز نہ کرنا یہ آفتاب و ماہتاب کا مقررہ وقت پر آنا جانا، یہ شب تاریک کی کوکھ سے جنم لینے والا سفیدۂ سحر، صبحوں کا تبسم، نور کی بارش برساتی دوپہریں، اور سرمئی شامیں، یہ گل پوش مخملی وادیاں، یہ گل و گلستان مہکتی ہوائیں اور روح پرور فضائیں، یہ موسموں کا تغیر و تبدل، نسیم سحر کی گلوں سے چھیڑ چھاڑ، شبنم کی کلیوں سے جدائی کے مناظر، تتلیوں کا وجدانی رقص، شب تاریک میں جگنوؤں کی دلربا چمک یہ سارا کا سارا حسن و رعنائی، "المصور جل جلالہ" کی بے پناہ خوبصورت و خوبرو اور دلکش مصوری کی شہادت ہی تو دے رہا ہے۔ ایک ننھے سے بیج سے کونپل، کونپل سے پودا، خوبرو کلی پھول اور پھل اور پھل سے پھر تخم تک کے مراحل کا طے ہونا، یہ بے حد و حساب خوبصورتی و رعنائی اور دل ربائی کی شاہکار مخلوقات، بری، بحری مخلوقات اور اس کی فطری بود و باش اور بے شمار دشمنوں کے باوجود نسلی توازن کو برقرار رکھنا پھر سب کی ضروریات کی کفالت اور مراحل حیات کو متوازی رکھنے کا مربوط نظام یہ سب کچھ اسی "المصور جل جلالہ" کی مصوری ہی کا تو شاہکار ہے۔

آپ نے کبھی مضبوط قلعہ دیکھا ہے جو چاروں طرف سے بند ہے، جس کی دیواریں بڑی مضبوط ہیں، کوئی روشن دان نہیں کوئی کھڑکی نہیں، کوئی دروازہ نہیں، رسد و خوراک پہنچنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہوا کی آمد و رفت کا کوئی ذریعہ نہیں، محل کو باہر سے سفیدی کر کے اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر دیا گیا ہے، سونے کی طرح چمک رہا ہے، اوپر نیچے، دائیں بائیں غرض ہر طرف سے بند ہے، اچانک ایک دیوار گر پڑتی ہے اور اس بند محل سے خوبرو آنکھوں والا خوبصورت شکل اور پیاری پیاری بولی والا، چلتا پھرتا جاندار برآمد ہو جاتا ہے اور وہ اسی لمحے اپنی مادر مہربان کو بھی پہچانتا ہے اور اپنے دشمن کو بھی جانتا ہے اور دانا چگنا بھی جانتا ہے۔

اس بند محل میں اس کی تصویر بنانے والا، اس کو پیدا کرنے والا، اس کی ہڈیاں، گوشت پوست بنانے والا، اس کی خوبصورت چونچ اور ٹانگیں بنانے والا کوئی انسان ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اس ننھے منے چوزے کو کلی

اور کوے سے بچنے کا جبلی شعور دینے والا کوئی ہے کہ نہیں؟ یقیناً ہے اور وہی "المصور جل جلالہ" ہے جس کی حسن و رعنائی سے مزین صورت بنانے والا ہے، جس کی قدرت کے ناپید کنار سمندر کو جلوؤں سے ناپنا انسانی عقل و شعور اور فہم و ادراک سے ماورئی ہے۔ "ان چیزوں میں بے شک عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

کسی نئے نقش کی نمود، کسی وجود کا نہاں خانہ عدم سے قدم نکالنا اسی المصور جل جلالہ ہی کا کام ہے اللہ رب العزت نے ہی فرمایا:

الف: ترجمہ: "وہی تو ہے جو رحم مادر میں تمہاری صورت جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے، اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔"

ب: ترجمہ: "اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر وہی ہے جس نے اس جان کا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے لئے مویشیوں میں سے آٹھ نر و مادہ پیدا کئے، وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں، پھر تم کدھر سے پھرائے جا رہے ہو۔" (الزمر: ۳۹)

رحم مادر میں تولیدی خلیئے کا تاب پذیر یا زرخیز پذیر ہونا اور جنین کی نشو و نما ایک مستقل موضوع ہے، جو اس مختصر مضمون میں تفصیلاً بیان کرنا مشکل ہے لہٰذا تفاسیر قرآن مجید اور دیگر حیاتیات کی کتب کی طرف رجوع کا مشورہ دیتا ہوں۔

دنیا میں جو انسان مصور کہلاتے ہیں، وہ صورت بنانے والے نہیں ہوتے بلکہ صورت کی نقل اتارنے والے ہوتے ہیں، پھر وہ نقل بھی اصل سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی، المصور جل جلالہ نے صورتیں بنائی ہیں ان کا ظاہر ہے اور باطن بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی مصور ہے اور اس نے کروڑوں، اربوں، کھربوں صورتیں بنائی ہیں پھر صورتوں کا جنس، نوع، صنف کا سلسلہ بنایا ہے۔

انسانی حسن کے بیان کرنے میں شعراء نے اپنے تصوراتی ذوق کو الفاظ کا جامہ پہنا کر دیوانوں کے دیوان تیار کئے ہیں وہ اپنی جگہ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کائنات ارضی کا محور و مرکز ہے اور حسن و رعنائی اور زیبائی میں المصور جل جلالہ کے تخلیقی صفات کا شاہکار عظیم ہے۔ عالم حیوانات، اقسام، خدوخال، وغیرہ پھر عالم نباتات، اقسام، رنگ، تاثیر اور خاصیتیں جدا جدا ہیں۔

تخلیق اور بناوٹ کے لحاظ سے انسانوں میں تفاوت کو دیکھیں ہر ملک کے باشندوں کے خدوخال اور صورت میں فرق کو دیکھ کر انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ:

میری مشاطگی کا حسن معانی کیا مطلب
فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی

انسان کو مسجود ملائک بنانے والا وہی "المصور جل جلالہ" ہی تو ہے جس نے عدم کو وجود بخشا ہے، وہی ہے جو جسم کو روح عطا کرتا ہے۔ وہی الخالق، الباری، المصور ہی ہے جو سب کو اپنی اپنی شکل و صورت میں انفرادی اور امتیازی شان بخشتا ہے:

کچھ نہ تھا تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

یہ ایک حقیقت ہے کہ رنگا رنگ عجائبات سے معمور یہ کائنات انتہائی خوبرو، خوبصورت اور دلکش ہے مگر اس کائنات کا محور و مرکز اور دلہا انسان ہے اور کائنات کی ہر چیز انسان ہی کی خدمت میں مصروف ہے۔ پیدائش کے لحاظ سے تو سبھی انسان مسجود ملائک حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں لیکن اعمال و افعال کے لحاظ سے درجہ بندی بھی ہے۔ انبیاء علیہم السلام وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے انسانوں کو اپنے فہم و ادراک سے خود ساختہ راہوں پر سے ہٹا کر راہ راست دکھائی اور صراط مستقیم پر چل کر دونوں جہانوں کی کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہونے کا راستہ دکھایا۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کئے گئے۔ اگر چہ ازل سے ہی نبی و رسول بنائے گئے تھے۔ جیسا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم ہے: "میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کے درمیان تھے۔" یہ الگ بات ہے کہ جب پوری دنیا میں کفر و شرک کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ انسانی وقار، آزادی ضمیر، عزت نفس، شرم و حیا اور تمام اخلاق حسنہ نیست و نابود ہو چکے۔ ہر طرف کثافتیں اور کدورتیں، ظلم و ناانصافی، مخاصمت اور معاندت، مسابقت و مخالفت، پریشانی و سراسیمگی اور خوف و ہراس کی گھٹا ٹوپ انسان کو محیط کئے ہوئے تھیں۔ کرۂ ارض پر تنازعات، مناقشات، فتنہ و شر کی قوتیں، بدکاری و بے حیائی، فحاشی و زناکاری، قتل و غارت گری، مشغلہ و معمول بن چکا تھا، زن، زر زمین کے سارے جھگڑے عروج پر تھے۔ آگ بجھتی کہیں خود تراشیدہ بت پرستی، انسانیت مغضوب و معتوب، مظلوم و بے حس تھی اخلاقی انحطاط، جور و ستم، ظلم و استبداد کے پنجرے میں مقید تھی۔ انسانیت شب جہالت کی تاریکی میں اس پنجرے سے کشمکش رہائی کی تگ و دو میں آہنی سلاخوں سے جسم زخموں سے چور چور، دل فگار اپنی بے کسی کا رونا روتی، کوئی مونس و غمخوار نہ تھا، کوئی درد آشنا نہ تھا، جسے دل کا دکھڑا سنا کر اپنی بھڑاس نکال سکے۔ بالآخر انسانیت کی

انتہائی عجز و انکساری سے کی گئی دعا قبول ہوئی اور زندگی میں بہار آئی۔

ربیع الاول نور و نکہت کا موسم آیا، حسن نے چشم زدن میں زمانے کے خزاں رسیدہ ماحول کو رشک ارم بنا دیا:

اس انداز سے بہار آئی
کہ ہوئے مہر و ماہ تماشائی

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم جملہ کمالات و حسنات سے مزین ہو کر تشریف لائے۔ سارے عالم کو دنیا کے تمام باطل آستانوں سے ہٹا کر صرف وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھکانے کے لئے خاتم الانبیاء اور ختم الرسل بن کر ظلمت کدہ ہستی میں وہ آئے جن کے آنے کی انسانیت کو ضرورت تھی:

خدا کی مخلوق منتظر تھی دلوں میں تھا اشتیاق پیدا
ازل سے آنکھیں ترس رہی تھیں وہ کنز مخفی
دکھائی دیتا

جان جہاں تشریف لائے تو بھولی بھٹکی انسانیت کو دارین کی فوز و فلاح کی راہ ملی:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہاں ہے

"المصور جل جلالہ" کی رنگا رنگ سجائی گئی کائنات کے خاصہ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن تعلیمات نے سیاہ و سفید، اصفر و احمر، عربی و عجمی کو اپنی آغوش رحمت میں پناہ دی، جس کی رافت و عطوفت کا گہر بار قلم دنیا پر برسا اور جس کے نور ہدایت سے دنیا کا ہر چھوٹا بڑا ابدی دنیا تک فیضیاب ہوتا رہے گا:

نفس نفس پہ برکتیں، قدم قدم پہ برکتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

اس سے انکار نہیں کہ اللہ رب العزت نے اس کائنات کو بہت ہی خوبصورت بنایا ہے المصور جل جلالہ نے بہت ہی حسین و جمیل بنایا ہے، اور پھر مسجود ملائک انسان کو خوبروئی اور خوبصورتی کا شاہکار بنایا ہے، وہ خاصہ کائنات محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے حسین و جمیل ہوں گے، جن کے لئے بزم کون و مکان سجائی گئی:

واحسن منك لم ترقط عيني
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

(حضرت حسان بن ثابتؓ)

خالد بزمی صاحب نے بھی بہت خوب ترجمہ کیا ہے:

تجھ سے حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کبھی
تجھ سے جمیل ماؤں نے اب تک نہیں جنا
ہر عیب سے بری تجھے پیدا کیا گیا
گویا تو جیسے چاہتا تھا ویسے ہی بنا

نبی کا چہرہ اس کی صداقت کا گواہ ہوتا ہے، عام آدمی بھی دیکھ کر پکار اٹھتا ہے: "خدا کی قسم! یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔"

☆......عبداللہ بن سلام یہودیوں کے بڑے عالم تھے فرمایا، قبل از قبول اسلام میں نے چہرہ دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔

☆......حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا سورج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس میں رواں دواں ہے۔"

☆......حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید روشن تھا، پسینہ کی بوند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر ایسے نظر آتی تھی، جیسے موتی۔

☆......حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا جو جا کر پاس بیٹھتا وہ والہ و شیدا ہو جاتا، دیکھنے والا کہا کرتا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی بھی حسین نہ اس سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

☆......حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ: "میں نے لمبے بالوں والا سرخ چادر میں ملبوس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔"

☆......حضرت کعب بن مالکؓ نے فرمایا: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ مبارک ایسا منور ہو جاتا جیسے چاند کا ٹکڑا۔"

☆......حضرت ربیع بنت معوذ نے فرمایا: "اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتے تو سمجھتے کہ سورج نکل آیا ہے۔"

☆......حضرت جابر بن سمرہؓ سے کسی نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ تلوار جیسا چمکدار تھا تو آپ نے جواب دیا: "نہیں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تو آفتاب و ماہتاب جیسا تھا۔"

المختصر "المصور جل جلالہ" نے رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن جمال، حسن کمال، حسن تدبر، حسن تفکر، حسن تکلم، حسن معاملات کے طفیل کائنات کے سارے حسن و رعنائی کو زیبائی بخشی ہے:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

☆☆......☆☆

معمولات رسول اللہ ﷺ

تحریر: قاری احمد پیلی بھیتی

لمحات زندگی کو حسن کردار و عمل سے مزین بنانے کے لئے خاصہ کائنات رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بنی نوع انسان کے لئے عمدہ نمونہ پیش کیا۔ عقائد و عبادات کے ساتھ زندگی گزارنے کے تمام طور طریقوں کو حسن بخشا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہر انسان کے لئے اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے مرکز اطاعت و محبت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت کے بغیر اسلام و ایمان کے دعوے پھیکے رہتے ہیں۔ آئیے معمولات نبویؐ کے بارے میں اثر انگیز تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

حیات انسانی کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ لمحات زندگی کو حسن کردار و عمل سے مزین بنانے کی فکر کی جائے۔ اوقات حیات میں باقاعدگی اور نظم و ضبط پیدا کرنے کی جدوجہد کو جاری رکھا جائے۔ عقائد و عبادات کے ساتھ زندگی گزارنے کے تمام طور طریقوں کو ایسا حسن بخشا جائے جو خود اپنے دل کو اچھا معلوم ہو، اور ایک شخص زمانہ عسرت اور عالم خوش حالی دونوں میں قلب کی گہرائیوں میں اطمینان و سکون محسوس کرنے لگے۔

یہ عظیم و جلیل خدمت وہی شخص انجام دے سکتا ہے، جس کی اپنی زندگی حسن عمل کا کامل ترین نمونہ ہو، جو صداقت و سچائی کی تابندہ دلیل و درخشندہ تعبیر ہو۔ اگر کسی شخص کی اپنی زندگی اس معیار سے ہٹی ہوئی ہو تو یقیناً وہ ناقص زندگی ہے، اور انسانیت کی خدمت اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

درحقیقت اچھی زندگی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جو خوبیاں انسان دوسروں میں پیدا کرنا چاہتا ہے، وہ تمام تر خود اس کی اپنی زندگی میں پائی جائیں۔

قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمام دنیا کے انسانوں کے لئے حسین ترین نمونہ ہے۔"

اور جس کے لئے قرآن کریم میں اسوۂ حسنہ کے الفاظ ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ زیر نظر سطور میں آنحضرت کی حیات مقدسہ کے ان روزمرہ معمولات کا تذکرہ کیا جارہا ہے جن کی ہر زندگی کو ضرورت ہوتی ہے۔ یہ معمولات اس عظیم و جلیل زندگی کے ہیں جن کی ذات ہر انسان کے لئے اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے مرکز اطاعت و محبت ہے اور جن کی اتباع و اطاعت کے بغیر اسلام و ایمان کے دعوے پھیکے رہتے ہیں۔

ملبوسات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس میں عام طور پر چار کپڑے ہوا کرتے تھے: تہبند، کرتہ، چادر اور عمامہ۔ سب کپڑے سفید ہوتے تھے۔ صرف عمامہ کا رنگ سیاہ ہوتا تھا۔ آپؐ سفید لباس کو پسند فرماتے تھے، رنگوں میں سبز رنگ آپ کو پسند تھا۔ پائجامہ آپؐ نے کبھی نہیں پہنا، لیکن آپؐ نے اسے دیکھا تو پسند فرمایا۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی استعمال فرماتے تھے جو گول اور موٹے کپڑے کی ہوتی تھی اور سر کی جلد سے ملی رہتی تھی۔ کبھی کرتہ کے اوپر عبا بھی استعمال فرماتے تھے۔ آپؐ نے خوبصورت اور قیمتی لباس بھی استعمال فرمایا، مگر ریشم کا بنا ہوا کپڑا کبھی نہیں پہنا، باریک کپڑے کو ناپسند فرماتے تھے، میلا لباس آپ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا، اور جب کسی کو میلے کپڑوں میں ملبوس دیکھتے تھے تو اسے کپڑے دھونے کی تاکید فرماتے تھے۔

موجودہ طرز کا جوتا آپ نے کبھی استعمال نہیں کیا۔ چپل پہنتے تھے جس میں دو تسمے لگے ہوتے تھے، کپڑے اکثر خوشبو میں بسے ہوتے تھے، اور خوشبو کو محبوب رکھتے تھے۔ آپ کے پاس عطردان بھی تھا جس سے عطر نکال کر کپڑوں میں لگایا کرتے تھے۔ راستہ چلتے میں آپ کے عطر کی خوشبو لوگ محسوس کیا کرتے تھے۔ جسم اور لباس کی صفائی ہمیشہ پیش نظر رہا کرتی تھی۔ آپ کی داڑھی اور سر کے بال منتشر نہیں دیکھے گئے۔ کنگھا بار بار فرماتے رہتے تھے، کبھی بالوں میں گوند کا پانی لگا کر ان کو جمالیا کرتے تھے۔ اگر کوئی خوشبو کا تحفہ پیش کرتا تو اسے شکریہ کے ساتھ قبول فرماتے تھے۔

دانتوں کی صفائی کا ہر آن خیال رہتا تھا، چنانچہ مسواک بہت کم ہاتھ سے چھوٹتی تھی، دوسروں کو بھی مسواک استعمال کرنے کا حکم دیا کرتے تھے، آپ نے بالوں میں خضاب کبھی نہیں لگایا، مگر دوسرے لوگوں سے ارشاد فرماتے تھے کہ اچھا خضاب مہندی اور کسم کا خضاب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی استعمال فرماتے تھے جو چوتھی انگلی میں ہوا کرتی اور اس میں تین لفظ کھدے ہوا کرتے تھے: "محمد رسول اللہ" رسول اکرم کا بستر بہت معمولی ہوا

کرتا تھا، کبھی چمڑے کا گدا، جس میں کھجور کے پتے کوٹ کر بھر دیئے جاتے تھے، کبھی یہ گدا ٹاٹ کا ہوا کرتا تھا، اور کبھی چٹائی پر آرام فرمایا کرتے تھے۔

اشیائے استعمال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین تلواریں تھیں، ایک کا نام ذوالفقار، دوسری کا نام ماثر اور تیسری کا نام بتار تھا۔ آپؐ نے بلا ضرورت کبھی تلوار کو ہاتھ نہیں لگایا، اور ہمیشہ تلوار کو نیام میں رکھتے تھے۔ تلوار کے قبضے چاندی کے بنے ہوئے تھے۔ آپؐ اس بات کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی دھاردار ہتھیار نیام کے بغیر ہاتھ میں رہے، اور خنجر یا تلوار سے کسی کی طرف اشارہ کرنے اور اسے دھمکانے کی کوشش کی جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کی زرہ بھی تھی، یہ ایک قسم کا لوہے کا کرتہ ہوتا ہے، جو میدان جنگ میں بدن کو دشمن کے حملے سے محفوظ رکھنے کے لئے پہن لیا جاتا ہے۔ غزوۂ احد میں آپ کو دو زرہیں ایک ساتھ پہنے ہوئے دیکھا گیا۔ میدان جنگ میں آنحضرتؐ جھنڈے کا استعمال فرماتے تھے۔ بڑا جھنڈا سیاہ اور چھوٹا سفید ہوا کرتا تھا۔ جھنڈے کا کپڑا چوکور ہوتا تھا۔ فتح مکہ کے وقت جو جھنڈا آپؐ کے آگے آگے بلند تھا، وہ سفید رنگ کا تھا۔ عربی کمان آنحضرتؐ کو پسند تھی اور اکثر ہاتھ میں رہا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ ایرانی کمان کسی کے ہاتھ میں دیکھی تو ارشاد فرمایا: ''عربی کمان رکھا کرو، اور اس کے ساتھ تیز نیزے ہونے چاہئیں'' سواری کے لئے آنحضرتؐ کے پاس اونٹ اور گھوڑا دونوں تھے۔ سرخ رنگ کے گھوڑے کو آپؐ بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ کی ایک اونٹنی کا نام عضباء اور دوسری کا قصواء تھا۔ عضباء بہت تیز رفتار تھی اور کسی دوسری اونٹنی کو آگے نہیں نکلنے دیتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب اپنے اونٹ کو دوڑا کر آگے نکل گئے۔ مسلمانوں کو ان کی یہ جرأت اچھی نہیں لگی اور ہر شخص رنج محسوس کرنے لگا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا کی کوئی چیز سربلند نہیں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پست کردیتا ہے۔'' آپ کی سواری میں خچر کا ذکر بھی کتب سیرت میں ملتا ہے۔ میدان جہاد میں سر کی حفاظت کے لئے لوہے کی ٹوپی بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اس ٹوپی کو خود کہتے ہیں۔

ماکولات:

کھانے پینے کے معاملات میں رسول اکرمؐ ہمیشہ صبر وقناعت سے کام لیا کرتے تھے، جو کچھ وقت پر سامنے آجاتا آپؐ اسی پر اکتفا فرمایا کرتے تھے۔ کھانے کی کسی چیز کو آپؐ نے کبھی برا نہیں کہا۔ آپؐ ہمیشہ دسترخوان پر کھانا نوش فرماتے تھے۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تھے، اور جو لوگ اس وقت موجود ہوتے تھے، ان سب کو شریک طعام فرماتے تھے۔ لقمہ چھوٹا لیتے تھے، اور بہت آہستہ آہستہ چبا چبا کر کھاتے تھے۔ اکثر تین انگلیاں استعمال فرماتے تھے اور کھانے کے بعد انگلیوں میں لگی ہوئی غذا کو چاٹ لیا کرتے تھے، کبھی کسی چیز سے آپؐ نے تکیہ یا سہارا نہیں لگایا، کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا کہ بہت دن تک گھر میں کوئی چیز نہیں پکتی تھی اور آپؐ صرف کھجوریں کھا کر گزارہ فرمالیا کرتے تھے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھویا کرتے تھے۔ جب دسترخوان سامنے سے اٹھایا جاتا تھا تو آپؐ اللہ تعالیٰ کی تعریف اس کا شکر ادا فرماتے تھے۔ ٹھنڈا پانی آپ کو بہت مرغوب تھا، جب پیش کیا جاتا تو آپؐ سیدھے ہاتھ سے پیتے تھے اور پینے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔ بیٹھ کر پانی پینے کو پسند فرماتے تھے اور کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرماتے تھے، جب کبھی ٹھنڈا شربت پیش کیا جاتا تو آپؐ بہت خوش ہوتے اور بڑے لطف سے پیتے تھے۔ پانی یا شربت کے گلاس کو جب منہ سے ہٹاتے تھے تو الحمدللہ! فرماتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی نصیحت فرماتے تھے۔ آپؐ نے کھڑے کھڑے کبھی کوئی چیز نہیں کھائی اور اسی طرح چلتے پھرتے اور راستہ میں کھانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

کھانے کی چیزوں میں مندرجہ ذیل چیزیں آپ کو پسند تھیں: ''سرکہ، روغن زیتون، شہد، کدو، گوشت، تربوز، ککڑی، تر کھجور، جو کی روٹی، ثرید (یعنی شوربہ میں بھیگی ہوئی روٹی)، کبھی جو کا دلیہ، جس کو روغن اور مصالحہ ڈال کر پکایا جاتا ہے، آپؐ شوق سے استعمال فرماتے تھے۔'' کھانے میں کچی پیاز اور لہسن کو آپؐ پسند نہیں فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ جو آدمی کچی پیاز اور لہسن استعمال کرے اسے چاہئے کہ جب تک منہ صاف نہ ہوجائے مسجد میں داخل نہ ہو۔ آنحضرتؐ نے مرغ اور مچھلی کو بھی استعمال کیا ہے مگر بہت کم۔ باریک آٹے کی چپاتی آپؐ نے کبھی استعمال نہیں فرمائی۔ ہمیشہ موٹے اور بغیر چھنے آٹے کی روٹی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ بہت پیٹ بھر کر کھانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ کو کبھی ڈکار لینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ دودھ اور شہد سے تیار کئے ہوئے حریرہ کی تعریف فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ: ''یہ غذا بیمار کو راحت پہنچاتی ہے۔''

ایک مرتبہ ایک شخص کو ایک ساتھ دو کھجوریں منہ میں رکھتے ہوئے دیکھا تو منع فرمایا۔ آگ پر بھونے ہوئے گوشت کے پارچے شوق سے کھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خرگوش کی بھنی ہوئی ران پیش کی گئی، جسے آپ نے قبول فرمایا مگر کھایا نہیں۔ آپؐ فرماتے تھے کہ: ''چقندر تقویت بدن کے لئے مفید ہے۔'' آنحضرتؐ اس کھرچن کو بھی پسند فرماتے تھے جو دیگچی کے تلے میں لگ جایا کرتی ہے۔ اگر کبھی سبزی یا شوربہ وغیرہ نہ ہوتا تو

آپ سرکہ یا کھجور ہی سے روٹی کھا لیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ: "میں دودھ میں بھیگی ہوئی روٹی کو جسے شہد سے میٹھا کیا گیا ہو اور اس میں تھوڑا گھی بھی ڈالا گیا ہو پسند کرتا ہوں۔" ایک صحابیؓ نے یہ پسندیدہ غذا حاضرِ خدمت کردی۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ گھی کس برتن میں رکھا تھا؟ عرض کیا گیا کہ گوہ کے چمڑے کی تھیلی میں! فرمایا: "لے جایئے۔" رات کو بھوکا سونے سے منع فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ: "اس سے بڑھاپا جلدی آتا ہے۔" اسی طرح آپؐ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے اجتماع میں کھانے پینے کی پسندیدہ چیزوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ہر شخص اپنی پسند بیان کررہا تھا۔ آپؐ نے بھی فرمایا کہ: "میں بکری کے اس دودھ کو پسند کرتا ہوں جو زیادہ دیر تک پکایا گیا ہو اور وہ سرخ ہوگیا ہو، پھر اس میں روٹی بھگوئی گئی ہو اور اسے شہد سے میٹھا کیا گیا ہو۔" ایک صاحب اسی وقت مجلس سے اٹھے گھر گئے اور ایک بڑی برتن میں پسندیدہ غذا لاکر حاضرِ خدمت کردی۔ آپؐ نے شکریہ سے قبول فرمایا اور پھر سب کے ساتھ مل کر اسے نوش کیا۔

عبادات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ وقت عبادت اور یادِ الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ نماز سب سے زیادہ محبوب عبادت تھی۔ ہر نماز تازہ وضو سے ادا فرمایا کرتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ فرض نماز مسجد میں ادا فرماتے تھے اور سنت و نفل گھر سے پڑھتے تھے اور اسی طریقے کو پسند فرماتے تھے، نماز وقت پر اور جماعت سے ادا فرمانے کے لئے خود بھی مستعد رہتے تھے، اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے تھے۔ آپ کی ہر عبادت پورے انہماک اور حضورِ قلب کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔

ہر نماز کی امامت آپ خود ہی فرمایا کرتے تھے، صفوں کو سیدھا اور درست فرماتے، سب پہ ایک نظر ڈالتے، اس کے بعد نماز شروع فرماتے تھے۔ نماز ختم کرنے کے بعد تھوڑی دیر مصلے پر رونق افروز رہتے اور نمازیوں کی طرف منہ کرلیا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد لوگوں سے باتیں کرتے اور ان کی خیریت دریافت فرمایا کرتے تھے۔

نماز میں قرأت متوسط آواز کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر فرمایا کرتے تھے۔ فجر کی نماز میں ذرا طویل قرأت فرماتے تھے، کبھی سورۂ قٓ اور کبھی واللیل اذا یغشی پڑھتے تھے۔ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ھل اتٰی تلاوت فرماتے تھے۔ ظہر اور عصر کے فرضوں میں آپؐ لمبی سورتیں نہیں پڑھتے تھے۔ مغرب کی نماز میں سورۂ مرسلات اور سورۂ طور پڑھا کرتے تھے۔ کبھی سورۂ کافرون اور قل ھو اللہ احد بھی پڑھتے تھے۔ عشاء کی نماز میں آپ کو سورۂ والتین پڑھتے سنا گیا۔ صحابہ کرامؓ کو زیادہ لمبی سورتیں نماز میں قرأت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت معاذؓ سے ارشاد فرمایا کہ لمبی سورتیں پڑھ کر لوگوں کو تشویش میں مت ڈالو، گویا نماز کو ان کے لئے وجہ پریشانی نہ بناؤ۔ آپؐ نے فرمایا عشاء کی نماز میں والشمس وضحٰھا، واللیل، سبح اسم پڑھنا چاہئے۔ ایک مرتبہ حالت سفر میں آپؐ نے کسی منزل پر سورۂ فلق اور سورۂ والناس تلاوت فرمائی۔ عشاء کی نماز کے بعد آرام فرماتے تھے۔ رات کو دو حصے گزرنے پر جاگ جاتے تھے اور تہجد کی نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ کبھی تمام رات عبادت میں گزر جاتی تھی، کبھی اتنا طویل قیام فرماتے تھے کہ پیروں پر ورم ہو جایا کرتا تھا۔

(اس میں مضمون میں معمولات نبوی کی ترتیب وتالیف کے لئے ترمذی، مشکوٰۃ، مسلم اور بخاری سے استفادہ کیا گیا ہے)۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: مرزا قادیانی کا دعویٰ

"میری بیوی پندرہ برس کی عمر میں دارالامان میں حضرت مسیح موعود کے پاس آئیں حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔" (عائشہ کے شوہر غلام محمد قادیانی کا مضمون مندرجہ الفضل ۲۰/مارچ ۱۹۲۸ء ص:۷۱۶)

اس نمونہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اخلاقی اعتبار سے مرزا قادیانی کے اندر کس قدر گراوٹ تھی۔

۳:......وصول الی اللہ کا طریق:

مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد ہوکر وصول الی اللہ کے کیا طور وطریق بیان کئے، یہ دنیا جانتی ہے عمر بھر کی کارگزاری صرف یہ ہے کہ اس نے انگریزوں کی حمایت اور چاپلوسی میں زندگی گزار دی اور بس، مرزا قادیانی نے انگریزوں کی حمایت اور ہندوستان کو غلام بنائے رکھنے کے لئے جس قدر کتابیں لکھی ہیں، خود اس کی تحریروں کی روشنی میں ہم وضاحت کرتے ہیں اور وصول الی اللہ کے لئے اس نے کتنی کتابیں لکھیں، مرزائی ایک بھی نہ پیش کرسکیں گے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں۔ (تاکہ ہندوستان انگریزوں کے قبضہ سے آزاد نہ ہونے پائے۔ناقل)۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۷ ص:۱۰)

مجدد کی جو تعریف خود مرزا غلام احمد قادیانی نے کی، اس کی روشنی میں ہم نے یہ ثابت کردیا کہ خود اپنی بیان کردہ تعریف کے مطابق وہ مجدد نہیں ہوسکتا کیونکہ اس میں یہ تینوں شرائط نہیں پائے جاتے۔

تحریر: مولانا مفتی محمد جمیل خان

تحفظ ختم نبوت

حضرت شہید ختم نبوت کی خدمات

ترجمان ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے جس سال دورۂ حدیث کیا، اس سال تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء عروج پر تھی اور پورے پاکستان میں علماً دیوبند اور دیگر مکاتب فکر کے لوگ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔ اس دور سے پہلے ہی حضرت شہید کا تعلق حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے کیفیانہ ہو چکا تھا اور جیسا کہ آپ مولانا محمد علی جالندھریؒ کی جمعہ کی تقریر سننے جاتے تھے اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جو فرد بھی حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقریر سن لیتا وہ ختم نبوت کا شیدائی بن جاتا تو حضرت شہیدؒ کو حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی جانب سے یہ جذبہ کس درجہ ملا ہوگا؟ اس کا اندازہ بعد کے واقعات و حالات سے خود بخود ہو گیا۔ حضرت شہیدؒ نے بھی ایک طالب علم کی طرح جوش و جذبہ سے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں ضرور حصہ لیا۔ اگرچہ اس کے خاص حالات تو آپ نے کبھی ذکر نہ فرمائے اور نہ ہی کسی اور سے سنے گئے۔ البتہ آپ اس کا تذکرہ اکثر فرماتے تھے کہ میں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء والے سال دورۂ حدیث سے فارغ ہوا۔ اسی دور کی برکت اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے بیانات سننے کے اثرات تھے کہ جب مولانا عبدالماجد دریا آبادی جیسی بڑی شخصیت نے قادیانیوں کی حمایت میں غلط فہمی کی بنا پر ایک شذرہ تحریر فرمادیا تو حضرت شہیدؒ سے برداشت نہ ہو سکا اور باوجود میدان تحریر کے شہسوار نہ ہونے کے فوری طور پر اس کا جواب لکھ کر دارالعلوم دیوبند کو بھیج دیا اور وہ شائع ہو گیا۔ حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا جواب لکھنے کے لئے آپ کو کتنی محنت کرنی پڑی ہوگی اور کتنا کچھ مطالعہ کرنا پڑا ہوگا مگر عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ اس سے آپ کی گہری وابستگی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے ساتھ وابستہ ہونے کی وجہ سے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے آپ کی عقیدت و محبت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا تھا کیونکہ حضرت بنوریؒ کی کوئی مجلس حضرت کشمیریؒ کے تذکرہ سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے اس بنا پر ماہنامہ "بینات" ہر مرحلہ پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے سلسلے میں اپنا فریضہ ادا کرتا تھا اور حضرت شہیدؒ اس میں برابر کے شریک ہوا کرتے تھے۔ ۱۹۵۴ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جماعت کے سفر کو ارتقائی سفر کہا جاسکتا ہے کیونکہ ۱۹۵۳ء میں جزوی مارشل لاء کے قیام اور مجلس احرار اسلام پر پابندی کے بعد ۱۹۵۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ۱۴/ربیع الثانی ۱۳۷۴ء مطابق ۱۳/دسمبر ۱۹۵۴ء کو مسجد سراجاں میں ہوئی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو مجلس کا پہلا امیر مقرر کیا گیا اور حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ ان کے رفقاء کی حیثیت سے شریک سفر ہوئے۔ تمام دفاتر حکومت نے قبضہ میں لے لئے تھے۔ ریکارڈ وغیرہ ضبط ہو چکا تھا، ایک لاکھ سے زائد افراد اسیر تھے، ان کی رہائی وغیرہ اور دیگر معاملات کی اصلاح میں عرصہ دراز لگ گیا۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ایک ایک شہر اور بستی بستی جا کر مجلس کی تنظیم نو کی، اس بنا پر اس دوران دیگر علماً کرام کا ربط اس سلسلے میں معاونین کی حیثیت سے رہا، مقامی طور پر کام کرنے کے عمل میں شرکت رہی، کوئی ایسی تحریک نہیں چلی جس کا تذکرہ لکھا جائے۔ اس بنا پر خود بڑے اکابر علماً کرام کی شرکت بھی ایک معاونت کے انداز کی سی رہی۔ اس دوران یکے بعد دیگرے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ اور ۱۹۷۳ء میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ جماعت کو ایک مربوط اور منظم شکل دے کر رخصت ہوتے گئے۔ ۱۹۷۳ء میں حضرت مولانا محمد حیات صاحب کو عارضی طور پر امیر بنایا گیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی حیثیت ایک ڈولتی کشتی کی سی ہو گئی۔ حضرت شہیدؒ اس صورت حال سے بہت زیادہ پریشان تھے، اسی دوران جماعت کی مجلس شوریٰ کے اجلاس کا اعلان ہوا اور اس اجلاس میں امیر کے انتخاب کا مسئلہ بھی ایجنڈے میں آیا، محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اس اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت شہیدؒ ملاقات کے لئے گئے اور اپنے تاثرات اور دلی خواہش کا اظہار اس انداز میں فرمایا:

"حضرت آپ جماعت کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں میری درخواست ہے کہ یا تو جماعت کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لیں (امارت قبول فرما لیں) یا فاتحہ فراغ پڑھ کر جماعت کو ختم کرنے کا اعلان کر دیجئے گا۔"

حضرت اس ناکارہ کی درخواست سے بہت متاثر ہوئے اور بے ساختہ فرمایا:

’’اگر میں جماعت کی امارت قبول کرلوں تو تم ساہیوال سے ملتان مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں منتقل ہوجاؤ گے؟

میں نے عرض کیا: حضرت! مجھے کراچی آنے سے عذر ہے کراچی کے علاوہ آپ جہاں حکم فرمائیں گے وہاں جانے کے لئے تیار ہوں۔ حضرتؒ اس جواب سے بہت خوش ہوئے، ملتان تشریف لے گئے تو تمام اراکین مجلس شوریٰ نے حضرت سے درخواست کرتے ہوئے دفتر کی کنجیاں حضرت بنوریؒ کے سامنے رکھ دیں اور عرض کیا:

’’آپ کے استاد محترم امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے یہ کام امیر شریعتؒ کے سپرد کیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب اور ان کے رفیق مولانا محمد علی جالندھریؒ یہ کام کررہے تھے، ہم ان کے کارکن تھے، اب آپ کے استاد محترم کی میراث ہے اور اس کی کنجیاں آپ کے سپرد ہیں، اگر اس کام کو جاری رکھنا ہو تو بسم اللہ ہماری قیادت کیجئے ورنہ کنجیاں پڑی ہیں دفتر کو تالا لگا دیجئے، ہم سب اپنے گھروں کو جاتے ہیں، اس طرح حضرت بنوریؒ کو اپنے مزاج کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنا پڑی اور آپ نے پانچویں امیر کی حیثیت سے جماعت کی باگ ڈور سنبھالی یہ عجیب اتفاق ہے اور جس کا تذکرہ حضرت بنوریؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے امیر شریعت کے ہاتھ پر بیعت کرکے دیگر علماءؒ کرام کو بیعت کرنے کا حکم دیا تو میں پانچویں نمبر پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے بیعت کی تھی۔‘‘

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے امیر بننے پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے درج ذیل تاثرات ماہنامہ بینات میں قائد تحریک کے عنوان سے تحریر فرمایا:

’’امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قادیانیوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھے مگر حالات کا تیز و تند دھارا ان کے خلاف بہہ رہا تھا تاہم وہ شدید ترین ناموافق حالات میں بھی قادیانیت سے نمٹنے کا فیصلہ کرچکے تھے گویا:

موج خوں سر سے گزر ہی نہ جائے کیوں
آستان یار سے اٹھ جائیں کیا؟

جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے امیر شریعتؒ نے ملکی سیاسیات سے دست کش ہونے کا اعلان کیا اور آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ’’مسجد سراجاں‘‘ میں ۱۴/ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ (مطابق ۱۳/ دسمبر ۱۹۵۴ء) کو اپنے مخلص رفقاء کی مجلس مشاورت طلب فرمائی، جس میں حضرت امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا شیخ احمدؒ (فیصل آبادی)، مولانا شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا غلام محمد بہاولپوریؒ وغیرہ شریک ہوئے۔ غور وفکر کے بعد ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے نام سے ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ تھا مجلس ختم نبوت کی تاسیس کا مختصر سا تعارف اور پس منظر۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اس قافلہ کا پہلا امیر و قائد منتخب کیا گیا۔ ۹/ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱/ اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعتؒ کا وصال ہوا اور جماعت کو طفولیت کے عالم میں یتیم کرگئے۔

شاہ جیؒ کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ المتوفی ۹/ شعبان ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۳/ نومبر (۱۹۶۶ء) امیر دوم، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ (المتوفی ۲۴/ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱/ اپریل ۱۹۷۱ء) امیر سوم اور مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ (المتوفی ۱۱/ جولائی ۱۹۷۳ء) امیر چہارم منتخب ہوئے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ کو نئے انتخاب تک مسند امارت عارضی طور پر تفویض ہوئی، خیال تھا کہ آئندہ جماعت کی زمام قیادت مستقل طور پر انہیں کے سپرد کردی جائے، مگر اپنے ضعف و عوارض کی بناء پر انہوں نے اس گراں باری سے معذرت کا اظہار فرمادیا اور جماعت خلا میں گھومنے لگی، یہ ایک ایسا بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان پیش قدمی کے رک جانے کا خطرہ لاحق ہوگیا تھا لیکن حق تعالیٰ شانہ کا وعدہ حفاظت دین یکایک ایک لطیفہ غیبی کی شکل میں رونما ہوا، اور وہ اس منصب عالی کے لئے اسلاف کے علوم و روایات کی حامل ایک ایسی ہستی کو کھینچ لایا جو اس منصب کی پوری طرح اہل تھی، جس سے ملت اسلامیہ کا سر بلند ہوا، جس کے ذریعہ قدرت نے ختم نبوت کی پاسبانی کا وہ کام لیا جو اس دور کی تاریخ کا جلی عنوان بن گیا، اور وہ تھے شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا السید محمد یوسف البنوری الحسینی نور اللہ مرقدہ۔

۱۵/ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۹/ اپریل ۱۹۷۴ء کو یہ عبقری شخصیت ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کی مسند امارت پر رونق افروز ہوئی۔

کسی جماعت کی صدارت قبول کرنا حضرت کے مزاج و مشاغل کے قطعاً منافی تھا لیکن مخلصین کے اصرار پر آپ کو یہ منصب قبول کرنا پڑا، یہ تو ظاہری سبب تھا لیکن اس کے باطنی اسباب و دواعی متعدد تھے جن میں سے تین اسباب اہمیت رکھتے ہیں:

اول: حضرت امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنے دور میں رد قادیانیت کے امام تھے۔ انہوں نے ہی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ’’امیر شریعتؒ‘‘ مقرر کرکے ایک جماعت کو مستقل اسی مہم پر لگا دیا تھا اور علماءؒ امت سے ان سے تعاون کرنے کی بیعت لی تھی ادھر حضرت بنوریؒ اپنے شیخ کے علوم و انفاس کے وارث تھے، تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت ان کے شیخ انوری کی وراثت و امانت تھی، ظاہر ہے کہ اس کا اہل علوم انوری کے وارث اور ان کے روحانی جانشین سے بہتر کون ہوسکتا تھا؟ اس لئے جب ایک فعال جماعت کی قیادت ان کے سپرد ہوئی تو آپ نے اسے عطیہ خداوندی سمجھ کر قبول کرلیا۔

دوم: حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے انجمن حمایت اسلام کے جس اجلاس میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت مقرر کرکے خود ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور دیگر علماء سے بھی بیعت کرائی اس میں حضرت سید بنوریؒ بھی شریک تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے شیخ انور اور ان کے امیر شریعتؒ کی جماعت بے کسی و بے بسی کے جنگل میں بھٹک رہی ہے اور اس بے سہارا جماعت کے سارے اکابر اسے یتیم چھوڑ کر جاچکے ہیں تو آپ نے اپنی تمام تر معذوریوں کے باوجود اس یتیم جماعت کو اپنی آغوش شفقت میں لے لیا۔ گویا وہ بیعت جو آپ نے انجمن حمایت اسلام کے اجلاس میں "امیر شریعتؒ" کے ہاتھ پر کی تھی وہی آپ کو امیر شریعتؒ کی خلافت و جانشینی تک کھینچ لائی۔ ۱۵/ربیع الاول ۱۳۹۴ھ سے پہلے آپ "امیر شریعتؒ" کی "پاسبان ختم نبوت فوج" کے سپاہی تھے اور اس تاریخ سے آپ کو اس فوج کا قائد و سپہ سالار بنادیا گیا۔

سوم: حضرت قدس سرہ پر حق تعالیٰ شانہ کے بے شمار انعامات تھے، آپ کے مکمل زندگی میں قدرت ایک نئے باب اور بالکل آخری باب کا اضافہ کرنا چاہتی تھی، اور وہ تھا آپ کے مقام صدیقیت کا اظہار۔ مسیلمہ کذاب کی خبیث امت کا صفایا سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فوج نے کیا تھا اور مسیلمہ پنجاب کی امت کی سرکوبی "یوسف صدیقیؒ" کی فوج نے "اول با آخر نسبے دارد" راقم الحروف کا خیال ہے کہ اسی صدیقی نسبت کی تکمیل کے لئے قدرت آپ کو آخری عمر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کے لئے کشاں کشاں کھینچ لائی تھی۔

یہاں یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھری (قدس سرہ) نے حضرت کی خدمت میں جماعت کی قیادت کے لئے درخواست کی تھی مگر حضرت نے فرمایا کہ آپ کی موجودگی میں صرف آپ ہی اس کے لئے موزوں ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس وقت جماعت کی امارت تو قبول نہیں فرمائی، البتہ جماعت کی سرپرستی اور مجلس شوریٰ کی رکنیت قبول فرمائی۔ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ سے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے تھے اور مجلس کی کوئی کارروائی حضرتؒ کے ایماء و ارشاد کے بغیر نہیں ہوتی تھی۔ بظاہر حضرت جالندھریؒ مجلس کے امیر خود تھے مگر اس کی حقیقی قیادت اس وقت بھی حضرت بنوری قدس سرہ کے ہاتھ میں تھی۔

حضرت بنوری قدس سرہ کا دور امارت اگرچہ بہت ہی مختصر رہا اور اس میں بھی حضرتؒ اپنے بے شمار مشاغل اور ضعف و پیرانہ سالی کی بنا پر جماعت کے امور پر خاطر خواہ توجہ نہیں فرماسکتے تھے، اس کے باوجود حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی پرخلوص قیادت کی برکت سے جماعت کے کام کو ثریٰ سے ثریا تک پہنچادیا اور "بنوری دور میں" جماعت نے وہ خدمات انجام دیں جن کی اس سے پہلے صرف تمنا کی جاسکتی تھی۔ ان کا بہت ہی مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

"امارت سنبھالتے ہی تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا آغاز ہوا جس کی قیادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو امیر منتخب فرمایا تھا اور حضرت بنوریؒ کے تدبر کی وجہ سے تحریک کامیاب ہوئی اور قادیانیوں کو ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ حضرت شہیدؒ اس تحریک میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے شانہ بشانہ شریک رہے اور حضرت بنوریؒ کے حکم کے مطابق اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ الغرض حضرت بنوریؒ جماعت ختم نبوت کے امیر منتخب ہوکر کراچی تشریف لائے حضرت شہیدؒ، حضرت بنوریؒ کو مبارکباد دینے کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا: اپنا وعدہ یاد ہے؟ میں نے عرض کیا بالکل میں حاضر ہوں۔ البتہ تین درخواستیں ہیں ایک رہائش کا مکان مرحمت فرمادیں، دفتر کے ساتھ مسجد تعمیر فرمادیں اور دفتر میں قرآن کریم کا مکتب بنادیں۔ حضرتؒ نے فرمایا: تینوں شرطیں منظور ہیں۔ اس طرح حضرت شہیدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے باضابطہ طور پر منسلک ہوگئے۔ اس دور میں جبکہ جماعت کے ناظم اعلیٰ کی تنخواہ تین صد روپے تھے۔ حضرت بنوریؒ نے حضرت شہیدؒ کی تنخواہ پانچ صد روپے طے فرمائی اور فرمایا کہ اس کی ادائیگی میں خود کیا کروں گا۔ حضرت شہیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت بنوریؒ سے پوچھا کہ میری ذمہ داری کیا ہوگی؟ حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ: بس کچھ نہیں۔ آپ جو چاہیں کریں، بس یہیں رہیں۔ ضابطہ کے طور پر اگرچہ آپ ناظم نشریات تھے مگر آپؒ پر کسی قسم کی ذمہ داری نہیں تھی۔ حضرت شہیدؒ نے اس دور میں ختم نبوت لائبریری میں رکھی ہوئی اس موضوع سے متعلق تمام کتب کا مطالعہ کیا اور پرانی نایاب کتابیں تلاش کرکے ان کی طباعت کا اہتمام کیا، نیز ردِ قادیانیت کے موضوع پر متعدد رسائل تحریر فرمائے۔ محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی فارسی میں نادر کتاب "خاتم النبیین" کا اردو ترجمہ فرمایا۔

حضرت بنوریؒ سے جو کام لیا جانا تھا وہ مکمل ہوچکا تھا، جس کا تذکرہ حضرت بنوریؒ خود فرمایا کرتے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں حضرت بنوریؒ کا انتقال ہوگیا، جس کی وجہ سے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے وابستہ ہر فرد کے علاوہ پوری دنیا کے مسلمان مغموم ہوگئے۔ حضرت شہیدؒ کو اس کا جو صدمہ ہوا تھا اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ مگر حضرت بنوریؒ کے مشن نے آپ کو نہ صرف زندہ بلکہ زیادہ جوش و ولولہ سے کام کرنے پر آمادہ کیا اور حضرت شہیدؒ، مولانا مفتی احمد الرحمنؒ کی رفاقت میں زیادہ تندہی سے کام کرنے لگے۔ حضرت بنوریؒ کے بعد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب زیدمجدہم امیر منتخب کئے گئے، جبکہ امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ نائب امیر اور حضرت شہیدؒ ناظم نشریات اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ حسب سابق ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان کو دیکھنے والے جانتے ہیں کہ گھنٹوں آپ تشریف فرما ہوتے ہیں مگر لب پر مہر اور قلب و نظر سے لوگوں کی اصلاح اور دعاؤں کے ذریعہ حالات کی تبدیلی اور معاملات کی گتھی سلجھاتے نظر آتے ہیں۔ مولانا مفتی احمد الرحمنؒ جب تک حیات رہے وہ شیخ المشائخ کی جگہ بیان فرماتے رہے۔ اس دوران حضرت شہیدؒ نے شعبہ نشریات میں جو کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جتنی کتب شائع ہوئی ہیں ان کی اشاعت میں ۸۰

فیصد آپ کی مساعی کا حصہ ہے۔ ۱۹۸۴ء میں مرزا طاہر کے سر پر پھر شرارت کا بھوت سوار ہوا اور اس نے آئین کی قادیانیت سے متعلق ترامیم قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے، اپنے پیروکاروں کو حکم دیا کہ وہ اس کی کھلے عام خلاف ورزی کریں۔ اپنی عبادت گاہوں پر قرآنی آیات تحریر کریں، کلمہ طیبہ آویزاں کریں، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں اور اس کے ساتھ ساتھ ہر قادیانی اپنے سینہ پر کلمہ طیبہ آویزاں کر کے سڑکوں پر گھومے تاکہ مسلمان معلوم ہوں اور لوگ دھوکہ کھائیں۔ غرض اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور کہلوانے کی مہم شروع کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے حکومت کو متوجہ کیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہیں رینگی جس پر مجبور ہو کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحریک چلانے کے لئے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کو دوبارہ سرگرم کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت شہیدؒ نے رسائل کے ذریعہ کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کی توہین کو دلائل سے واضح کیا۔ کوئٹہ کی جماعت نے حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کی قیادت میں قادیانیوں کو گرفتار کرا کر عدالت میں پیش کرایا اور سزا دلوائی۔ حضرت شہیدؒ اس موقع پر بہت زیادہ فکر مند تھے اور تحریک میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے ہمراہ صف اول میں قیادت کرتے نظر آتے تھے۔ قلمی میدان مکمل آپ کے سپرد تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسلام آباد میں دھرنا دینے کا فیصلہ کیا، جس پر مجبور ہو کر راجہ ظفر الحق کی مشاورت سے جنرل ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کرنے کا فیصلہ کیا اور قادیانیوں کے شعائر اسلام استعمال کرنے اور مساجد کی شکل میں عبادت گاہیں بنانے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور کہنے سے روکنے کے لئے قانون سازی ہوئی جو بعد ازاں مجلس شوریٰ سے منظور ہو کر ۸ ویں ترمیم کے ذریعہ دیگر اسلامی دفعات کے ساتھ آئین کا حصہ بنی اور اس طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو جو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس میں حضرت شہیدؒ کا بہت اہم کردار تھا۔ اس تحریک میں جمعیت علمأ اسلام نے مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت میں بھرپور ساتھ دیا اور جس طرح تحریک ۱۹۷۴ء میں مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا بنوریؒ یک جان دو قالب تھے، اس طرح اس تحریک میں حضرت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ مولانا فضل الرحمٰن ایک ادنیٰ سپاہی اور خادم کی طرح شریک سفر تھے۔ امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا تو مرزا طاہر چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی سب سے بڑی عبادت گاہ میں جہاں ہمیشہ وہ جمعہ پڑھا کر مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتا تھا بیٹھ کر روتا رہا کہ اب ہمیں جمعہ سے بھی روک دیا گیا اور پھر راتوں رات پاکستان سے بھاگ کر اپنے آقاؤں کے چرنوں میں لندن کے نواح میں ایک مرکز قائم کر کے پناہ گزین ہوا اور پوری دنیا میں اسلام و پاکستان اور مسلمانان پاکستان کے خلاف سازشوں اور مذموم پروپیگنڈوں میں مصروف ہو گیا، ڈش انٹینا، سیٹلائٹ، انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عیسائیوں کی این جی اوز کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہو گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس سے تشویش ہوئی، حکومت کو متوجہ کیا مگر ان کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں وہ اس طرف متوجہ نہیں ہوئی اور سدباب کی کوئی کوشش نہیں کی، اس لئے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کے حکم پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مفتی احمد الرحمٰنؒ اور حضرت شہیدؒ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ لندن یا انگلینڈ میں کسی جگہ دفتر ختم نبوت قائم کر کے کام شروع کریں۔ اس دوران مرزا طاہر نے اپنی سالانہ کانفرنس کا اعلان پاکستان میں کیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عدالت کے ذریعہ اس پر پابندی لگوائی کیونکہ ان کا یہ اجتماع امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے خلاف تھا۔

قادیانیوں کی جانب سے یہ سالانہ اجتماع انگلینڈ میں منعقد کرنے کے فیصلے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے بھی انگلینڈ میں کانفرنس کے انعقاد اور دفتر ختم نبوت کے قیام کا فیصلہ ہوا۔ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا، اور مولانا منظور احمد الحسینی کے ہمراہ انگلینڈ گئے۔ مولانا ضیاء القاسمیؒ، ملک عبدالحفیظ وغیرہ کی جانب سے ایک اجتماع کا فیصلہ ہوا۔ جمعیت علمأ برطانیہ کے اشتراک سے آخری دن فیصلہ ہوا کہ یہ اجتماع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ہو۔ بحمد للہ! یہ اجتماع بہت کامیاب ہوا اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ انگلینڈ میں دفتر ختم نبوت قائم کرنے کے ساتھ مختلف علاقوں میں قادیانیت کی تردید اور عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت کے اظہار کے لئے بھرپور کام شروع کیا جائے۔ اس سلسلے میں امیر مرکزیہ نے مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اور حضرت شہیدؒ کی ذمہ داری لگائی کہ وہ دفتر خرید یں۔ حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی نے ابتدائی کام کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف متالا کے ساتھ دفتر کی جگہ پسند کی۔ بعد ازاں مفتی احمد الرحمٰنؒ اور حضرت شہیدؒ نے عرب امارات، جنوبی افریقہ اور انگلینڈ کا تفصیلی دورہ کر کے اس دفتر کی رقم ادا کی اور اس طرح انگلینڈ میں قادیانیت کا تعاقب شروع کر کے مولانا محمد علی جالندھریؒ کا وعدہ پورا کر دیا کہ:

"قادیانی دنیا کے کسی بھی گوشے یہاں تک کہ اگر وہ چاند پر پہنچیں گے تو ہم ان کا وہاں بھی تعاقب کریں گے۔"

انگلینڈ میں دوسرے سال ۱۹۸۶ء میں پھر کانفرنس ہوئی۔ مفتی احمد الرحمٰنؒ اور حضرت شہیدؒ، شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ پورے انگلینڈ کا دورہ کر کے مسلمانوں کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ پورے انگلینڈ میں کام شروع ہوا۔ جمعیت علمأ برطانیہ کو اس عمل میں شریک کیا گیا ۱۹۹۱ء میں حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے انتقال کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے متفقہ طور پر حضرت شہیدؒ کو نائب امیر مقرر کیا۔ حضرت شہیدؒ نے فرمایا بھی کہ آپ کسی اور بزرگ کو اس عہدہ پر فائز کر دیں میں تو جماعت کا ویسے بھی خادم ہوں، مگر حضرت بنوریؒ نے جس کام کے لئے آپ کا تقرر دفتر ختم نبوت میں فرمایا، اس کا اصل وقت تو اب شروع ہو رہا تھا۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ بھی

اپنے رب سے جا ملے تھے۔ اب ان کی جگہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے علوم اور محنت و لگن کے وارث و امین مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری (دامت برکاتہم) ناظم اعلیٰ تھے۔ آپ کی رفاقت کے لئے مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلالپوری، مفتی نظام الدین شامزئی، مفتی محمد اسلم، مولانا فضل الرحمٰن اور ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر جیسے اصحاب علم و عمل و فضل موجود تھے۔ قادیانیت کا فتنہ عروج پر تھا۔ افریقہ اور سیرالیون مالی اور دیگر علاقوں میں قادیانیت تیزی سے کام کررہی تھی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری تنظیمی مصروفیت کی بنا پر بیرونی ممالک کے امور خارجہ کی طرف توجہ دینے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ حضرت شیخ المشائخ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم خاموش تصرف کے ذریعہ روحانی طور پر تمام امور کی نگرانی کررہے تھے۔ حضرت شہیدؒ پر پوری ذمہ داری عائد ہوچکی تھی، ایک طرف انہوں نے امیر مرکزیہ کی ترجمانی بھی کرنی تھی جیسا کہ خود امیر مرکزیہ نے اس وقت اس کا اظہار فرمایا: جب کسی نے عرض کیا کہ حضرت! آپ تو نہ بیان فرماتے ہیں اور نہ ہی کچھ فرماتے ہیں۔ جاں نثاران ختم نبوت آپ سے کچھ سننے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا:

”میری زبان مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو بنایا گیا ہے۔ جو میرے قلب و ذہن میں وارد ہوتا ہے مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے ذہن و قلب میں منتقل ہوجاتا ہے وہ اس کو جلسوں اور اجلاسوں میں بیان کردیتے ہیں، جو چاہتا ہے کہ مجھے سنے وہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تقریریں سنے۔ جو چاہتا ہے میری تجویز کو مانے وہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تجویز پر عمل کرے۔“

حضرت خواجہ خان محمد صاحب زید مجدہم کے ان جملوں سے حضرت بنوریؒ کی فراست و تدبر اور مستقبل بینی کا اندازہ ہوتا ہے کیونکہ حضرت بنوریؒ نے اپنی امارت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کو نائب امیر بنانے کی شرط کے ساتھ منظور کی تھی اور امارت قبول کرنے سے قبل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے دفتر ختم نبوت میں مستقل آنے کا وعدہ لے لیا تھا۔ حضرت کے نائب امیر بنتے ہی جماعت کے لئے مشکل ترین چیلنج شروع ہوجاتے ہیں۔ ۱۹۸۷ء میں جنوبی افریقہ کی عدالت میں قادیانی چیلنج کردیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، ہمیں مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھنے اور ان کے قبرستان میں مردے دفن کرنے کی اجازت دی جائے۔ جج یہودی، وکیل یہودی، پوری دنیا کی نگاہیں اس مقدمہ پر، جنوبی افریقہ کا مشہور علمی و دینی خاندان میاں برادرز اور جمعیت علماء افریقہ اس مقدمہ میں فریق بن جاتے ہیں۔ ان کی طرف سے درخواست آتی ہے کہ بڑے بڑے علماء کرام کی اس وقت سخت ضرورت ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، ڈاکٹر محمود احمد غازی، افضل چیمہ، ڈپٹی اٹارنی جنرل اور دیگر وکلا اور حضرت شہیدؒ کا انتخاب کرتی ہے اور یہ حضرات جنوبی افریقہ تشریف لے جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ مختصر سماعت ہوتی ہے۔ دوسری دفعہ طویل سماعت جس میں حضرت شہیدؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ طویل قیام فرماتے ہیں اور ڈاکٹر محمود غازی کو تیاری کرا کر روزانہ عدالت میں بھیجتے ہیں۔ قومی اسمبلی میں مفتی محمودؒ یحییٰ بختیار کو تیار کرکے مرزا ناصر پر جرح کرتے تھے۔ جنوبی افریقہ میں حضرت شہیدؒ یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ رات بھر تیاری اور دن بھر مقدمہ میں شمولیت انتھک محنت کے بعد مقدمہ مسلمانوں کے حق میں ہوجاتا ہے۔

اسی طرح افریقہ کے ایک علاقہ مالی میں قادیانی مسلمانوں کو جھوٹ کے ذریعہ مرزا طاہر سے بیعت کرادیتے ہیں۔ حضرت شہیدؒ کو اطلاع ملتی ہے تو فوری طور پر مولانا منظور احمد الحسینی اور حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا کو بھیجتے ہیں اور الحمدللہ ان کی محنتوں سے پچاس ہزار افراد توبہ کرتے مرزا طاہر اور مرزا قادیانی سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے ان پر لعنت برساتے ہیں۔ ۱۹۸۵ء سے لے کر اب تک سالانہ کانفرنس انگلینڈ کے موقع پر حضرت شہیدؒ ہزاروں میل کا پرمشقت سفر کرکے مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تیار کرتے ہیں۔ ۴ سال قبل آپ پر فالج ہوا جس کی وجہ سے آپ کے لئے طویل تو کیا ہوائی جہاز کا مختصر سفر بھی ناممکن سا ہوگیا، لیکن عقیدۂ ختم نبوت کے لئے آپ کانفرنس کے موقع پر نہ صرف انگلینڈ تشریف لے گئے بلکہ اس سال جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے بعض وجوہات کی بنا پر جماعت سے استعفیٰ دے دیا اور کانفرنس کی تیاری سے معذرت کی تو حضرت شہیدؒ نے ۱۲ تا ۱۴ گھنٹے روزانہ گاڑیوں کا سفر کرکے ایک ایک قریہ اور ایک ایک گاؤں جاکر لوگوں کو دعوت دی اور حضرتؒ کی محنت اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے روحانی تصرف اور عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت سے یہ کانفرنس بھرپور انداز میں کامیاب ہوئی۔ یہی صورت حال گزشتہ ۴ سال سے ہے کہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے مولانا محمد اکرم طوفانی کے کامیاب دورے کے بعد حضرت شہیدؒ طویل اسفار کرکے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور الحمدللہ حضرت کے اس ارشاد کہ: میں تم سے صرف عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ایک دن مانگتا ہوں، کیا تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی محافظوں میں شامل نہیں ہونا چاہتے؟ اتنے کرب اور دلسوزی سے حضرتؒ یہ ارشاد فرماتے کہ بعض دفعہ آپ پر ترس آجاتا اور حضرتؒ کی تواضع انکساری پر رشک آتا، جی چاہتا کہ حضرتؒ سے درخواست کریں کہ آپ اپنے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈالیں، لیکن حضرت شہیدؒ کے جذبہ عشق و محبت کے سامنے کوئی بات کہنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ ایک مرتبہ اسی طرح آپ دورہ پر تھے کہ معلوم ہوا کہ جمعیت علماء ہند کے امیر و جانشین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا سید اسعد مدنی صاحب زید مجدہم بھی اسی طرف دورہ پر ہیں اور فجر کے بعد مجلس ذکر کرا کر کچھ دیر قیام کے لئے ایک مکان پر ناشتہ کے لئے پہنچیں گے۔ چونکہ بعض امور پر ان سے مشاورت ضروری تھی اور براہ راست کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھی دینی تھی، اتفاق اس

دن بہت طویل سفر تھا، اس لئے حضرت شہیدؒ جلدی فجر کی اپنی جماعت کرا کر سفر پر روانہ ہوگئے تھے، ہم نے گاڑی میں حضرتؒ کو سلا دیا، منزل پر پہنچے تو ابھی حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب تشریف نہیں لائے تھے کچھ دیر انتظار کیا، وہ تشریف لائے تو حضرت کو بیدار کیا گیا۔ آپ پر نیند اور تھکاوٹ کے بہت زیادہ آثار تھے اور کمزوری بھی زیادہ محسوس ہورہی تھی، اس کے باوجود حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب سے ملاقات کی، مشورہ کیا اور کانفرنس میں شرکت کی براہ راست دعوت دی۔ تفصیل کے لئے حضرتؒ نے اس ناکارہ کو بات کرنے کو کہا۔ ملاقات کے بعد حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب نے مجھے ایک طرف کر کے سخت ڈانٹا اور اپنے خاص انداز میں فرمایا:

''کیوں اس بڈھے (حضرت شہیدؒ) کو مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس طرح سفر ان پر ظلم ہے۔ ان سے صرف کانفرنس میں تقریر کراؤ، ان کی حالت تو بہت زیادہ خراب ہے ان پر رحم کرو۔''

میں حضرت مولانا اسعد مدنی زید مجدہم کی مشفقانہ ڈانٹ ڈپٹ سنتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ ان کے سامنے کیا عذر پیش کروں؟ کیا حالات رکھوں؟ ہمارے یہاں بدقسمتی یہی ہے کہ بزرگوں کی قدر بھی آخری عمر میں کی جاتی ہے اور ان کی قدر و منزلت بھی اسی وقت دل میں آتی ہے اور لوگوں کا اصرار بھی یہی ہوتا ہے کہ حضرت شہیدؒ تشریف لائیں میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور میں نے ان سے وعدہ کیا کہ اگلے سال اس مشقت سے بچانے کی کوشش کریں گے۔ مگر اگلے سال کیا وہ تو شہادت سے ایک ہفتہ قبل افغانستان تشریف لے گئے تھے، اسی طرح کا ایک قصہ خود حضرت شہیدؒ کی زبانی ہی بہت سال قبل ہو چکا تھا۔ امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کی وفات بھی ایسی اچانک ہوئی کہ ہوش و حواس گم ہوگئے تھے۔ مفتی احمد الرحمٰنؒ کے بعد ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ اور ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر عمومی مجالس میں شرکت کے لئے لوگ تیں تھے۔ عقیدت و محبت کی تمام نگاہیں حضرت شہیدؒ کی طرف مرکوز ہوگئیں۔ ادھر حضرت شہیدؒ کی یہ کیفیت کہ تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کے علاوہ رشد و ہدایت کی محفل اور مسجد فلاح تک محدود تھے، لوگوں سے وحشت تھی، سفر اور پروگرام تو حضرتؒ کے لئے وبال جان سے کم نہ تھے، ادھر مدارس والے اپنے افتتاحی اور اختتامی پروگراموں اور ختم بخاری شریف و مشکوٰۃ شریف مفتی احمد الرحمٰنؒ کے بعد کسی بزرگ ہستی کی تلاش میں تھے۔ حضرت شہیدؒ سے درخواست کی کہ مفتی احمد الرحمٰنؒ کی جگہ آپ نے چلنا ہے۔ ایک دو پروگرام پر تو آپؒ تشریف لے گئے لیکن جب پروگراموں کا تانتا بندھا اور آپ کے کاموں میں حرج ہونے لگا تو آپ نے انکار کرنا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ میں مولانا اقبال اللہ صاحب کو لے کر ان کے مدرسہ جامعہ عثمانیہ معین آباد لانڈھی کے لئے وقت لینے گیا اور مولانا اقبال اللہ صاحب نے اصرار کیا تو حضرت نے مشفقانہ انداز میں آنے سے عذر فرمایا۔ مولانا اقبال اللہ صاحب اور میں نے عرض کیا حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ تشریف لے جایا کرتے تھے اور انکار نہیں فرماتے تھے، اب ہم کیا کریں؟ اس پر حضرتؒ نے خوش طبعی کے انداز میں فرمایا: مفتی احمد الرحمٰنؒ کو تو تم نے مار دیا۔ اب مجھے مارو گے؟ بہر حال بات ہو رہی تھی ختم نبوت کے کام کے سلسلہ میں آپؒ کی وابستگی کی کہ بیماری، ضعف، پیرانہ سالی کے باوجود آپؒ انتھک محنت سے بھی نہیں کتراتے۔ چند سال قبل مرزا طاہر نے پوری دنیا کے علماً کرام اور مسلمانوں کو چیلنج دیا کہ وہ اس سے مباہلہ کریں۔ اس سلسلے میں ایک خط بھی اس نے جاری کیا۔ حضرت شہیدؒ کے پاس وہ خط پہنچا تو حضرت شہیدؒ نے اس پر ایک مدلل انداز میں جواب تحریر کر کے مرزا طاہر کو ارسال کیا اور مباہلہ کی ایک تاریخ مقرر کر دی۔ اس مقررہ تاریخ پر آپ تشریف لے گئے، مگر مرزا طاہر نے اس سے پہلے ہی راہ فرار اختیار کر لی اور کہا کہ مباہلہ کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر ایک دوسرے کے لئے بددعا کرتے رہیں۔ خود بخود حق ظاہر ہو جائے گا۔ حضرت شہیدؒ نے برمنگھم کانفرنس میں اس کو چیلنج کیا۔ مباہلہ کی اصل حقیقت کو بیان کیا، چار سال قبل رمضان المبارک میں اس کی جماعت کے تمام لوگ پاکستان کے مسلمانوں اور علماً کرام کے لئے بددعائیں کریں کہ یہ لوگ تباہ و برباد ہو جائیں۔ پورے رمضان میں یہ بددعا کرتے رہے۔ حضرت شہیدؒ نے فرمایا: بددعا تمہارے اپنے اوپر لوٹے گی، تمہارا جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد ایسے بہت سے ہتھکنڈے استعمال کر چکا ہے۔ خدا نے حضرت شہیدؒ کی بات کی لاج رکھی اور مرزا طاہر ناکام و نامراد ہوا۔ آپؒ کی شہادت سے قبل جب موجودہ حکومت نے عبوری آئین میں قادیانیت سے متعلق ترامیم شامل نہیں کیں تو حضرت شہیدؒ بے چین ہوگئے اور موجودہ حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ اخبار میں سب سے پہلا بیان دیا اور اتنی شدت اختیار کی کہ تحریک کے لئے میدان عمل میں اترنے کا ارادہ کر لیا۔ جمعیت علماً اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن کو اس کے لئے تیار کیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ کی شہادت بھی تحفظ ناموس رسالت کے لئے تھی کیونکہ آپ کے مخالفین نے مرزا طاہر سے گٹھ جوڑ کر لیا تھا۔ بہر حال آپ نے ناظم نشریات اور نائب امیر ہونے کی حیثیت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے جو خدمات انجام دیں، اس کے لئے شیخ طریقت، ولی دوران حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت سید نفیس شاہ صاحب زید مجدہم کا یہ جملہ بہت بڑا اعتراف ہے کہ جب امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان نے حضرت سید نفیس شاہ صاحب زید مجدہم کو منصب نائب صدارت پر فائز فرمایا اور اس کی اطلاع حضرت شاہ صاحب کو دینے کے لئے راقم الحروف کی حاضری ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ: ''مجھ ضعیف اور بیمار پر اتنی بڑی ذمہ داری کیوں ڈال دی؟ حضرت شہیدؒ اور مفتی احمد الرحمٰنؒ نے اس منصب کو اتنا بلند و برتر کر دیا ہے کہ مجھے اس کے تصور سے بخار آ جاتا ہے کسی مضبوط آدمی کو اس عہدہ پر رکھیں۔'' واقعی حضرت شہیدؒ اپنی قوت و صلاحیت، محنت و جدوجہد، عقیدۂ ختم نبوت کے لئے قربانی دے کر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر جہاد کرتے ہوئے شہادت کے منصب پر فائز ہوگئے، اس لئے امت نے ان کو شہید ناموس رسالت کے لقب سے یاد کر کے ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کر دیا ہے۔

تحریر: مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری، (نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند) انڈیا

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے مجدد کی حقیقت!

مرزا غلام احمد کے ماننے والے:

مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو مرزائی اور قادیانیت کہا جاتا ہے:

۱۹۱۴ء کی بات ہے کہ محض کرسی اقتدار اور مرزائی قادیانی کی جانشینی کی خاطر آپس میں لڑ جھگڑ کر مرزائی دو گروپ میں تقسیم ہو گئے، جس گروپ کا قبضہ مرزا غلام احمد کے آبائی وطن قصبہ قادیان پر ہے، اسے قادیانی مرزائی کہا جاتا ہے جبکہ دوسرے گروپ نے قادیان سے نکل کر لاہور میں اپنا ڈیرہ جمایا تو اسے لاہوری مرزائی کہا جاتا ہے۔

لاہوریوں اور قادیانیوں کا دعویٰ:

مرزا غلام احمد کو مقتداء اور اپنا مذہبی پیشوا ماننے کے ساتھ دونوں ہی گروپ اس بات کا بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی تحریر و تقریر کے وکیل اور اس کے ترجمان ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ دونوں گروپ مرزا قادیانی کی تحریر و تقریر کی نسبت محض ایک وکیل اور ترجمان کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کو مرزا قادیانی کی کسی تحریر یا تقریر میں نہ کچھ گھٹانے کا اختیار ہے اور نہ کچھ بڑھانے کا، اور نہ ہی اس بات کا اختیار ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے منشاء و مقصد سے ہٹ کر یا اس کے خلاف کوئی بات کریں۔

دعویٰ کی حقیقت:

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی کے صحیح ترجمان وہ ہیں اور لاہوری اپنے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں کہ لاہوری جماعت مرزا قادیانی کی صحیح ترجمانی کرتی ہے، جبکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ دونوں اصول سے ہٹے ہوئے ہیں دونوں اپنے اپنے منشاء اور مقصد کے مطابق مرزا قادیانی کی تحریر و تقریر میں بے جا وکالت کرتے رہتے ہیں، مرزا قادیانی کا منشاء اور مقصد تو کچھ اور ہوتا ہے لیکن یہ لوگ اس کے منشاء کے خلاف عوام کو کچھ اور ہی سبق پڑھاتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ یہ تضاد اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ ان کی بے جا وکالت کے نتیجہ میں مرزا غلام احمد کی تحریر بے معنی اور لغو بن جاتی ہے اور خود مرزا قادیانی ایک پاگل اور مجنون قرار پاتا ہے مگر مرزائی وکیل اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے بس اپنی ڈفلی علیحدہ بجاتے رہتے ہیں۔

لاہوریوں کے عقائد و نظریات:

مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق لاہوریوں کا دعویٰ ہے کہ وہ مجدد وقت ہے، اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں لاہوریوں کے عقائد و نظریات کو جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ اسلامی اور شرعی نقطہ نظر سے مجدد کا معنی و مطلب سمجھ لیا جائے:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ جانا اور پایا ہے اس میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ بزرگ و برتر اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص بھیجے گا جو امت کے سامنے دین کو تازہ کرے گا۔'' (رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۳۶)

اس حدیث پاک میں مجدد کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے لفظ مجدد تجدید مصدر سے نکلا ہے، علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ایسا شخص پیدا فرماتا رہے گا جو قرآن و حدیث کے علوم و معارف میں کامل درک، دین و سنت کی گہری بصیرت اور تقویٰ اور صلاح کا کامل وصف رکھنے کے سبب اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے منفرد اور ممتاز ہوتا ہے، اس صدی میں جو جو بدعتیں لوگوں نے نکالی ہوں، انہیں دلائل کی روشنی میں رد کر کے قرآن و سنت کا سیدھا سچا راستہ اس طرح واضح کر دیتا ہے کہ ہدایت اور ضلالت دونوں واضح ہو جاتے ہیں، اس طرح وہ دین کو تازہ کر دیتا ہے اصل دین میں وہ کوئی کمی یا زیادتی نہیں کرتا، شریعت کی اصلاح میں اسے مجدد کہتے ہیں، اس مقام و مرتبہ کی حامل شخصیت پوری صدی میں کوئی واحد شخصیت بھی ہو سکتی ہے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی صدی میں کئی ایک مجدد ہوں جو ان مذکورہ بالا خصوصیات کے حامل ہوں۔

مذکورہ بالا اصول اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی کسی بھی طرح سے مجدد نہیں ہو سکتا کیونکہ اسے قرآن و حدیث کے علوم و معارف سے دور کا بھی واسطہ نہیں، الہام اور وحی کا نام لے کر اس نے اپنی الگ ایک شریعت بنائی اور دعویٰ نبوت کر کے اس نے عوام میں انتشار پیدا کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی اس کا کوئی واسطہ نہیں، ٹانک وائن شراب پینا اور نامحرم عورتوں سے رات کی تنہائیوں میں خدمت لینا اس کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ کبھی نہیں

دی اشاعت کیا ہے نہ نمازوں کا اہتمام، نہ روزوں کا، نہ پردہ کا کوئی لحاظ، بلکہ جو احادیث اس کے مقصد کے خلاف ہوں انہیں ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کا حکم کرتا ہے، تقویٰ اور دیانت سے بھی اس کا کوئی واسطہ نہیں ہزارہا ہزار روپے عیاشی میں اڑا دینا، لوگوں کے پیسے روپے لے کر انہیں واپس نہ کرنا خیانت اور بددیانتی یہ سب کچھ مرزا قادیانی میں خود اس کی اور اس کے ماننے والوں کی تحریرات سے ثابت ہیں۔ قادیانیوں کو بھی یہ سب کچھ معلوم ہے لیکن وہ مخالفین کا الزام کہہ کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ ظاہری بات ہے کہ جو باتیں خود مرزائی کتب سے ظاہر ہیں، ان کے متعلق الزام الزام کی رٹ لگانے کا کیا مطلب؟

بہر کیف مرزا قادیانی کا مجدد نہ ہونا خود قادیانی تحریرات سے ثابت ہے لہٰذا اس مسئلہ میں کسی اور طرف رجوع کرنے کی حاجت ہی نہیں ملاحظہ فرمایئے

مرزا قادیانی کی تحریرات:

مجدد کی تعریف اور اس کا کام:

لاہوریوں کے ایک بڑے مورخ ڈاکٹر بشارت احمد نے لکھا ہے:

"حضرت مرزا صاحب نے جب مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تو ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتایا کہ میں محدث بھی ہوں، یعنی خدا مجھ سے بکثرت ہم کلام ہوتا ہے اور ساتھ ہی مجدد کا کام بھی بتایا کہ وہ کیا ہوتا ہے؟ حاجی ولی اللہ صاحب کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: تجدید کے یہ معنی نہیں کہ کم یا زیادہ کیا جائے، اسکا نام تو نسخ ہے بلکہ تجدید کے یہ معنی ہیں کہ: جو عقائد حقہ میں فتور آ گیا ہے اور طرح طرح کے زوائد ان کے ساتھ لگ گئے ہیں یا جو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں سستی وقوع میں آ گئی ہے یا جو وصول اور سلوک الی اللہ کے طریق اور قواعد محفوظ نہیں رہے، ان کو مجدداً تاکیداً بالاصل بیان کیا جائے۔"

(مجدد اعظم ص:۱۳۲ ج اول)

مرزا قادیانی کی تحریر سے یہاں تین کام مجدد کے ثابت ہوتے ہیں:

(۱) مجدد دین میں کچھ کمی، زیادتی نہیں کرے گا نہ علیحدہ کوئی اپنی شریعت بنائے گا۔

(۲) عقائد اور اعمال میں جو فتور آ گیا ہوا سے دور کرے گا۔

(۳) وصول الی اللہ کے جو طریق و قواعد محفوظ نہیں رہے انہیں محفوظ کرائے گا۔

اب مرزا قادیانی ہی کی تحریروں سے ملاحظہ فرمایئے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی شریعت علیحدہ بنائی اور اس میں کمی زیادتی کی لہٰذا اپنی تحریر کی روشنی میں وہ مجدد نہیں ہو سکتا۔

نئی شریعت کا دعویٰ:

(۱)......"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب الشریعت ہو گیا، پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی مثلاً یہ الہام: "قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذالک ازکی لهم" براہین احمدیہ میں درج اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔"

(اربعین ص:۴۳۵ خزائن جلد۱۷)

مرزا قادیانی کی اس تحریر سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس کی شریعت علیحدہ سے ایک نئی شریعت ہے اور وہ شریعت والا نبی ہے اور اس کی شریعت میں نئے سرے سے کچھ احکامات ہیں، جنہیں ادا کرنے کا اس کی وحی کے مطابق اسے حکم ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نئی شریعت کا دعویٰ کرنا صاحب الشریعت نبی ہونے کا دعویٰ کرنا دین اسلام میں کمی زیادتی کرنا ہے، لہٰذا مرزا مجدد تو نہیں ہاں جھوٹا مدعی نبوت ہے۔

۱:......فتور عقائد:

مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ میں کسی اسلامی عقیدہ میں فتور پیدا ہو گیا ہوا اور اس نے اسے دور کیا ہو، اس کی تو کوئی مثال قادیانی اور لاہوری دونوں مل کر پیش نہیں کر سکتے، ہاں خود مرزا قادیانی نے مسلمہ عقائد میں فتور پیدا کر دیا، اس کی بے شمار مثالیں ملیں گی، نمونہ کے طور پر ایک مثال یہاں درج کی جاتی ہے:

۱......مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۰ء تک تو یہی دعویٰ کرتا رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نہیں آئے گا اور نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے، لیکن ۱۹۰۱ء میں موقع پا کر اس نے خود ہی دعویٰ کر دیا کہ اب وہ اس زمانہ کا نبی ہے۔ چنانچہ مرنے سے پہلے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں جو اس نے تحریر لکھی وہ ملاحظہ ہو:

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں، اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص:۲۷۰)

۲:......اعمال میں فتور:

سوال ششم (از محمد حسین صاحب قادیانی) حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب: (از حکیم فضل دین قادیانی) وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔ (اخبار الحکم جلد ۱۸ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۷/ اپریل ۱۹۰۷ء)

تحریر: حافظ سعد شیخ، لاہور

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے نام درد بھرا پیغام

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا کامل ایمان ہے، عقیدۂ ختم نبوت، مسلمان کی ایک بنیادی پہچان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہوگیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مشن، دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کو جاری رکھا تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہوجائے یہ محنت صحابہ کرام کے بعد تابعین و تبع تابعین اور بزرگان دین نے اپنی جانوں کو قربان کرکے، ہم تک پہنچائی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے ناطے، اب ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اس شمع کو روشن رکھیں جس کے لئے ہمارے اسلاف نے اپنا خون دینے سے دریغ نہ کیا اس کی حفاظت کے لئے ہمیں زندگیاں راہ خدا میں وقف کرنی پڑیں، یا اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے پڑیں۔ یہ ذمہ داری ہم پر اس لئے بھی عائد ہوتی ہے کہ ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویدار ہیں، ہم نے یہ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے جان بھی قربان ہے، مگر جب جان دینے کا وقت آیا، تو ہم نے پیٹھ دکھائی، ہم نے یہ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہیں، مگر جب عمل کا وقت آیا، تو ہمیں اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور بیوی بچے پیارے ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے روحانی باپ اور آپ کی ازواج ہماری روحانی مائیں ہیں، مگر ہمیں اپنے جسمانی ماں باپ سے زیادہ محبت ہے، ان کی خوشی، زیادہ عزیز ہے، ہم نے یہ تو کہا کہ حضور! آپ کی ہر ادا ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے، مگر جب زندگی گزارنے کا موقع آیا تو ہمارے نزدیک یورپی نوجوان آئیڈیل ہوگئے۔ ہم نے یہ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی سیرت، واقعی نجات کی راہ ہے، مگر ہم نے مغربی تہذیب کو سینے سے لگایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو نہ جانے کس گھمنڈ میں ٹھکرا دیا کہ یہ مولویوں کے لئے ہے۔ ہم نے یہ تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ چاند سے زیادہ حسین ہیں، آپ کے حسن کا جادو جس پر چل گیا، اس نے زلیخا کی سہیلیوں کی طرح نہ صرف انگلیاں کٹوائیں بلکہ اپنی گردنیں سر میدان کٹوا دیں، مگر تعجب ہے مسلمانوں کے عشق کے معیار پر! کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے پسند نہیں، یہ بھی عجیب عشق ہے، یہ نرالی محبت ہے!! محبت کی وجہ سے احکام پر عمل ہوتا ہے محبت عمل کو پیدا کرتی ہے، دنیا میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں دو چیزوں کا آپس میں ایسا تعلق ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو بڑھاتی ہیں، دو گھوڑے ساتھ دوڑ رہے ہوں تو وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر رفتار بڑھاتے جاتے ہیں، حرارت آگ کو پیدا کرتی ہے اور آگ حرارت کو۔

لیکن ہماری محبت، سب سے نرالی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوے تو بہت ہیں مگر ایسی محبت کا کوئی سر پیر نہیں، گویا یہ لولی لنگڑی محبت ہے، اور حال یہ ہے کہ:

نام پہ تیرے جان فدا ہو
حکم نہ تیرا اک بھی ادا ہو

افسوس! کہ آج مسلمانوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں، نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا گروہ، مسلمانوں کے ساتھ ہی کھاتا پیتا ہے، ہمارا ہر عمل ہمارے ہر قول کے خلاف ہے، ہم زبان سے عشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعوے کرتے ہیں اور عمل؟ صفر ہے..... صفر......! ہمارے عشق کا جنازہ یہاں تک نکل چکا ہے کہ ہم اور ہماری اولادیں ''سراپا باغی'' بن چکی ہیں۔

آؤ مسلمانو! سوچتے ہیں خوب سوچتے ہیں، عقل و فکر کے چراغ روشن کرکے سوچتے ہیں، دل و دماغ کی گہرائیوں میں اتر کر سوچتے ہیں، کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے روحانی باپ نہیں جن کے اشارے پر ہمارے جسمانی باپ قربان؟ کیا ازواج النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری روحانی مائیں نہیں، جنہیں ہماری جسمانی ماؤں سے زیادہ الفت و محبت ہے۔ کیا نبیٔ پاک کا مقدس و مطہر خاندان ہمارے خاندانوں سے اعلیٰ و ارفع نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الکائنات کی عظیم بیٹی فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء کا نکاح، انتہائی سادگی کے ساتھ ہوگیا، اور ہماری بیٹیاں کیا فاطمہؓ سے زیادہ اونچی ہیں؟ کہ اگر ان کا نکاح سادگی کے ساتھ ہوا تو ان کی توہین ہوجائے گی، برادری میں ناک کٹ جائے گی؟

کیوں؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا الفت ومحبت کا رشتہ کمزور پڑ چکا ہے، ہمارے قلوب میں عشق مصطفیٰ کا نور مدہم پڑ چکا ہے۔ ہم دعویٰ عشق میں سچے نہیں، نبی پاک کی عزت وناموس اور حکم پر مر مٹنے کا جذبہ ہمارے دلوں سے نکل چکا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت بھرے تعلقات رکھنے والو! غیروں کی تقریبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والو! جب تم ان سے ملتے ہو تو گنبد خضرا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا ہے۔

نبی علیہ السلام کا دل دکھانے والو! ہوش کرو کس مستی میں مدہوش ہو؟ کس غرور سے اکڑتے ہو؟ کس گھمنڈ میں اتراتے ہو؟ اگر زندگی کی آسائشوں میں مدہوش ہو، تو جان لو یہ زندگی کے چند روز، ساون کے بادلوں کی طرح گزر جائیں گے اور اس کی آسائشیں موت کی ہچکیوں اور قبر کی تاریکیوں سے بدلنے والی ہیں اگر ناز ونعم سے پلے ہوئے جسم پر غرور ہے تو یاد رکھو! ایک وقت آنے والا ہے، جب خدا کے فرشتے تمہارے جسموں کو جھنجھوڑنے کے لئے آجائیں گے۔ جب جسم ڈھیلا پڑ جائے گا، جب آنکھیں الٹ جائیں گی، جب زبان گنگ ہو جائے گی، جب سانس اکھڑ جائے گی، جب گردن لڑھک جائے گی، جب روح رگ رگ سے نکالی جائے گی، جب موت کی ہچکیاں بلند ہوں گی، آہ! یہ ناز ونعم سے پلا ہوا جسم بے جان پتھر کی طرح پڑا ہوگا۔

مسلمانو! پھر کس گھمنڈ میں اتراتے ہو؟ اگر مال ودولت پر گھمنڈ ہے تو جان لو قیامت کا دن بھی آنے والا ہے، جس طرح شام کے بعد صبح کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، اسی طرح قیامت کے آنے میں بھی کوئی تردد نہیں، اس روز تمہارے یار دوست، سب ساتھ چھوڑ جائیں گے، تمہاری اولاد تمہارے سائے سے بھاگے گی، تمہارے نوکر خدمتگار سب چھین لے جائیں گے، اس روز تمہاری دولت، تمہیں رسوائی سے نہ بچا سکے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی سے نہ بچا سکے گی۔ آہ! اے دولت پر گھمنڈ کرنے والو! اس روز تو سوائے نیکی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کے کچھ کام نہ آئے گا، وہاں کچھ کام نہ آئے گا!!

ربیع الاول میں جوش محبت کو ابھارنے والو! اور باقی گیارہ ماہ مدہوش رہنے والو! ذرا سوچو اس روز جب قیامت قائم ہوگی، جب حشر کا میدان ہوگا، سورج انگارے اگل رہا ہوگا، زمین تپتے ہوئے تانبے کی طرح ہوگی، گرمی کی ہولناکیاں ہوں گی، بھوک و پیاس کی شدت بری طرح تڑپا رہی ہوگی، زبانوں پر ایک ہی پکار ہوگی، یارب نفسی، یارب نفسی!!!

پھر کس کے پاس جاؤ گے؟ اور رونا کسے سناؤ گے؟ اپنا دکھڑا کسے بیان کرو گے؟

ارے کچھ تو ہوش کرو صرف جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا لینے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق ادا نہیں ہو جاتا، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے تو عمل پر ابھارنے کے متقاضی ہیں۔ خدارا! ہوش کے ناخن لو، خواب غفلت سے جاگ اٹھو، اور آج کے دن، یہ عہد کرلو کہ آج سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نافرمانی نہیں کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر دل و جان سے عمل کریں گے۔

حضور کے ایک ایک فرمان پر عمل کرنا سعادت عظمیٰ سمجھیں گے، انگریز کے ناپاک طرز حیات پر ہزاروں لعنت بھیج دیں گے، صرف ایک ہستی کو نمونہ بنائیں گے، صرف ایک ذات بابرکات کو آئیڈیل بنائیں گے، صرف ایک شخصیت سے محبت کریں گے، وہ عظیم ہستی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

آئیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر سنت پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت اور آپ کی اطاعت کی توفیق بخشے۔ (آمین) ”صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“

☆☆..........☆☆

”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔“ (بقرہ،۱۵۳)

بندے کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تفصیل

تم مجھ کو طاعت میں یاد کرو
میں تم کو اپنی رحمت اور مغفرت کیساتھ یاد کروں گا
تم مجھ کو مجاہدے کے ساتھ یاد کرو
میں تم کو مشاہدہ کیساتھ یاد کروں گا
تم مجھ کو دعا کے ساتھ یاد کرو
میں تم کو اجابت قبولیت دعا کے ساتھ یاد کروں گا
تم مجھ کو تذلل اور عاجزی کے ساتھ یاد کرو
میں تم کو تفضل اور اپنی فضیلت کیساتھ یاد کروں گا
تم مجھ کو لوگوں کی جماعت میں یاد کرو
میں تم کو فرشتوں کی جماعت میں یاد کروں گا
تم مجھ کو خوشحالی میں یاد کرو
میں تم کو تنگی اور بیماری میں یاد کروں گا
تم مجھ کو آسانی اور خیر میں یاد کرو
میں تم کو تنگی میں یاد کروں گا
تم مجھ کو زندگی میں یاد کرو
میں تم کو مرنے کے بعد یاد کروں گا
تم مجھ کو دنیا میں یاد کرو
میں تم کو آخرت میں یاد کروں گا
تم مجھ کو صدق واخلاص کے ساتھ یاد کرو
میں تم کو ربوبیت کے ساتھ یاد کروں گا

حدیث قدسی میں آتا ہے:

”اے ابن آدم جب تو نے میرا ذکر کیا، تو نے میرا شکر ادا کیا اور جب تو نے مجھے فراموش کر دیا تو تو نے میرا کفر کیا۔“

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

”ذکر کبھی زبان سے ہوتا ہے، کبھی قلب سے اور کبھی جوارح سے۔ زبان کا ذکر تو یہ ہے کہ انسان سبحان اللہ، الحمدللہ وغیرہ کہے، قلب کا ذکر یہ ہے کہ دلائل قدرت پر غور وفکر کرے اور جوارح کا ذکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں منہمک ہو جائے۔“ (کلمۃ اللہ خان، لندن)

اخبارِ ختمِ نبوت

ٹنڈو جام میں تین قادیانیوں کا قبول اسلام

حیدرآباد (رپورٹ: مولانا محمد نذر عثمانی) ٹنڈو جام محبوب کالونی میں تین قادیانیوں نے اسلام قبول کرلیا ہے تفصیلات کے مطابق مرزا انور احمد کا خاندان جو کہ کافی عرصہ سے اسی شہر میں مقیم ہیں، نور احمد حالت کفر میں اس دنیا سے چلے گئے، ان کے تین بیٹے مرزا طاہر احمد، ناصر احمد ظفر احمد اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہوگئے تو جمعیت علماً اسلام کے رہنما حاجی عبدالمالک تالپر نے مولانا محمد نذر عثمانی و حضرت علامہ احمد میاں حمادی کو اطلاع دی اور درخواست کی کہ اس موقع پر آپ حضرات تشریف لائیں۔ مولانا محمد نذر عثمانی اس موقع پر ٹنڈو جام پہنچے حاجی عبدالمالک تالپر کی جامع مسجد میں جمعہ کے خطبہ میں کہا کہ اسلام اور قادیانیت دو متوازی مذہب ہیں، انہوں نے کہا کہ اسلام زندگی ہے اور کفر (قادیانیت) موت ہے۔ نماز جمعہ کے بعد معززین شہر علماً و خطباً کا بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں صحافی حضرات بھی مدعو تھے، اس موقع پر مولانا محمد نذر عثمانی نے اسلام کی حقانیت پر مفصل خطاب کیا اور قادیانیت کے عقائد و نظریات سے عوام کو آگاہ کیا۔ آخر میں طاہر احمد، ناصر احمد، ظفر احمد نے قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہوئے کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے دعوائے مہدویت، مجددیت، مسیح موعود اور نبوت میں جھوٹا دجال کذاب سمجھتے ہیں۔ انہوں نے یہ اعلان کیا کہ آج کے بعد ہمارا کسی بھی قادیانی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ہم اپنے بچوں سمیت اسلام قبول کرتے ہیں۔ آخر میں مولانا محمد نذر عثمانی نے ان کے دین و ایمان پر استقامت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نومسلم خاندان کو اسلام پر استقامت بخشے۔ (آمین)

اقلیتیں اقلیت بن کر رہیں اکثریت کے حقوق غصب نہ کریں (مولانا محمد نذر عثمانی)

حیدرآباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے مبلغ حضرت مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ ملک پاکستان میں رہنے والی اقلیتیں اقلیت بن کر رہیں اور اکثریتی مسلمان طبقے کے حقوق غصب نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ این جی اوز کے سہارے پر بننے والے چرچ اور قادیانیت کی سرگرمیاں ناقابل برداشت ہیں۔ انہوں نے یہ بات جامع مسجد فاروق اعظم میں خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ عیسائی اور قادیانی امریکہ اور برطانیہ کے اشارے پر مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے اپنی مذموم سرگرمیاں زور و شور سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ نوکری، شادی اور بیرون ملک بھیجنے کے جھانسے دیئے جارہے ہیں، لیکن ان تمام سرگرمیوں کو روکنے کے لئے بخاریؒ کا قافلہ اپنی جان توڑ کوششوں میں مصروف ہے۔ مالی وسائل کی کمی کے باوجود ہم بہتر نتائج کی طرف جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو چاہئے کہ اسلام کا مذاق اڑانے والے ان فتنوں کو لگام دے اور اقلیتیں اپنے دائرے میں رہیں ورنہ جیسا اکثریت اپنے حقوق کی آواز اٹھائے گی تو اقلیتیں اور ان کے سرپرست کے مابین تصادم ہوگا اور حالات کی خرابی کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جماعت کی قربانیاں جاری رہیں گی، قادیانیت، فتنہ گوہر شاہی کے بعد جماعت پرویزیت کے فتنہ کے خلاف بھی سینہ سپر ہے (مولانا محمد نذر عثمانی)

حیدرآباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا محمد نذر عثمانی نے اپنے خطابات میں کہا کہ جماعت ختم نبوت ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے جانوں کی قربانیاں دینا سعادت سمجھتی ہے۔ عام کارکن سے لے کر مرکزی امیر دامت برکاتہم تک سب اسی شہادت کے جذبہ سے سرشار ہیں جس کی مثال شہید ختم نبوت حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا پاک خون ہے کہ انہوں نے عزت رسول ﷺ پر جان دے دی، لیکن کسی گستاخ رسول سے سودے بازی نہیں کی۔ بلال مسجد نصر پور تعلقہ ٹنڈو الہ یار، محمدی مسجد مسان روڈ، خورشید کالونی کوٹری کے مختلف اجتماعات سے بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ قادیانیت گوہر شاہی فتنہ کو لگام دینے کے بعد جماعت

ختم نبوت عیسائیت اور پرویزیت کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔ انہوں نے کہا کہ گستاخ رسول ﷺ کوئی بھی ہو معافی کا حقدار نہیں۔ حیدر آباد شہر کے معروف خطیب اور جامعہ شمس العلوم کے ناظم مولانا قاری کامران احمد نے اپنے خطاب میں کہا کہ جماعت ختم نبوت ہمارے بزرگوں کی جماعت ہے، اس کے ہر حکم پر ہم لبیک کہتے ہیں۔ قادیانیت اور گوہر شاہی فتنہ کو صرف جماعت ختم نبوت نے ہی اپنی سرگرمیاں ختم کرنے پر مجبور کر دیا اور مرزا طاہر قادیانی کی طرح آج گوہر شاہی بھی ملک سے فرار ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام الناس سے اپیل کی جائے کہ اپنے ایمان کو بچانے کے لئے جماعت کا ایمان افروز لٹریچر اور ہفت روزہ "ختم نبوت" اور ماہنامہ "لولاک" کا مطالعہ کریں تاکہ ہر اٹھنے والے فتنے سے مسلمانوں کو آگاہی ہو سکے۔

این جی اوز کی سرپرستی میں عیسائی، پرویزی سرگرمیاں ناقابل برداشت ہیں، پھلیلی اور قاسم آباد میں ان کی سرگرمیوں کو نہ روکا گیا تو نتائج کی ذمہ دار انتظامیہ ہوگی (مولانا محمد نذر عثمانی)

حیدر آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کی دعوت پر گزشتہ دنوں مجلس کے مرکزی دفتر حیدر آباد شہر کے نمائندہ علما کرام، طلبائے عظام اور دینی مذہبی جماعتوں کا ایک مشترکہ اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر مولانا عبدالسلام قریشی منعقد ہوا۔ جس میں صوبہ سندھ کے سرحدی علاقوں میں بالعموم اور حیدر آباد میں بالخصوص عیسائیت اور پرویزیت کی ارتدادی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ عیسائیت اور پرویزیت کی اشاعت و فروغ میں سرگرم ادارے این جی اوز کے تعاون سے حیدر آباد میں ناموس رسالت ﷺ کو پامال کر رہے ہیں اور شہر کے مختلف علاقوں پھلیلی اور قاسم آباد میں مسیحی کونشن اور اشاعت پرویزیت کے اجتماعات میں کھل کر سرعام قرآن و حدیث کے خلاف رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے، جس کی وجہ سے شہر کے علما اور دینی حلقوں میں سخت تشویش اور اشتعال پیدا ہو گیا ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر مقامی انتظامیہ نے عیسائیت کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی عائد نہ کی تو علمائے کرام، دینی رہنما اور تمام غیرت مند مسلمان اس ارتداد کے خلاف بھرپور تحریک چلانے پر مجبور ہوں گے۔ علاوہ ازیں اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ارتدادی سرگرمیوں والے علاقوں میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا جائے۔

اجلاس میں شریک ہونے والے علما کرام کے نام یہ ہیں: حضرت مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن، مولانا رب نواز جالپوری، قاری کامران احمد، مولانا تاج محمد ناہیوں، مولانا قطب الدین انصاری، مفتی محمد حنیف، مولانا عبدالمتین قریشی، مولانا یعقوب کھوسو، مولانا جلیل الرحمن، مولانا رشید حنفی، مولانا ور محمد، مولانا صالح طلیق، مولانا منظور الحق، مولانا عباس لغاری، حاجی گل محمد، نواب بھائی، نعمان ہاشمی، فیصل صاحب اور جناب اشفاق آرائیں کے علاوہ کثیر تعداد میں جماعتی کارکنان نے شرکت کی۔ اجلاس ۵ گھنٹے جاری رہنے کے بعد حضرت مولانا رب نواز جالپوری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کی دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوا۔

بشیر ولد نظام الدین چیمہ کی قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی کوشش سے بشیر ولد نظام الدین چیمہ آف کوٹ مرزا جان نے بلال مسجد کوٹ مرزا جان میں حضرت مولانا محمد نواز بلوچ کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا اور آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا اور دجال قرار دیتے ہوئے اس کی جھوٹی نبوت پر لعنت بھیجی ہے۔

مسجد میں علاقہ کے مسلمانوں کی کثیر تعداد موجود تھی، اس موقع پر اجتماع سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حافظ محمد ثاقب اور مولانا محمد نواز بلوچ نے مرزائیت کے عقائد پر روشنی ڈالی۔ یاد رہے کہ بشیر چیمہ تقریباً ایک سال قبل مرزائیوں کے دجل و فریب کا شکار ہو کر مرتد ہو گیا تھا۔ اس سال کے دوران مجلس کے مبلغین مولانا فقیر اللہ اختر اور حافظ محمد ثاقب کے بشیر چیمہ سے مذاکرات جاری رہے، اور بالآخر چیمہ صاحب کو قادیانیت سے تائب ہو کر قبول اسلام کی توفیق ملی۔

حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کا تبلیغی دورۂ حافظ آباد

گوجرانوالہ (رپورٹ: سید احمد حسین زید) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے حافظ آباد کا تبلیغی دورہ کیا، وہ شہر کے علاوہ چنڈی بھٹیاں، سکھیکی منڈی، جلال پور بھٹیاں، سوکیں بھی گئے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیت کا "زوال" شروع ہو چکا، اب بڑی تعداد میں "مرتد" دوبارہ اسلام کے بنیادی عقیدہ؟

ختم نبوت کو نیست کے تار ہے ہیں۔

دریں اثنا مولانا فقیر اللہ اختر اور چناب نگر سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفی نے سیالکوٹ، نارووال، شکرگڑھ، ظفروال، چونڈہ، دلیم کاہلوں، رائے پور، بھلور، چنڈی بھٹیاں اور معراج کے کا دورہ بھی کیا۔ دونوں مبلغین نے مساجد میں خطابات کے علاوہ اساتذہ، طلبا، علما اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سے تفصیلی ملاقاتیں کیں اور انہیں قادیانیت کے ”فریب“ سے متعلق آگاہ کیا۔ انہوں نے دلیم کاہلواں میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا اور وہاں ختم نبوت دفتر کے لئے نوجوانوں کو تحریک دی، جنہوں نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے قادیانیت سے مقابلہ کرنے کا عہد کیا۔

قادیانی مربی کا مناظرہ سے فرار

گوجرانوالہ (سید احمد حسین زید) تحفظ ختم نبوت کی حقانیت، قادیانی مربی مناظرے سے فرار ہوگیا۔ تفصیلات کے مطابق نواحی گاؤں بھاگو میں ایک قادیانی مقامی چوہدری کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے چکر لگا رہا۔ اطلاع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں حضرت مولانا فقیر اللہ اختر، حضرت مولانا غلام مصطفی اور یاسین عابد وہاں پہنچے اور قادیانی مربی کو دلائل کی جنگ کے لئے بلایا لیکن وہ گاؤں سے کہتا ہوا بھاگ گیا کہ میں مولویوں سے بات نہیں کرنا چاہتا۔

دریں اثنا وہاں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مذکورہ رہنماؤں نے کہا کہ مسلمانوں کے ایمان اور عقیدے کا تحفظ کرنے کے لئے ہم مرزائیوں کا تعاقب تاقیام قیامت جاری رکھیں گے۔

امریکی قانون میں اسلامی سہولتوں کا اعلان

امریکی قانون یوں تو اظہار رائے کی مکمل آزادی دیتا ہے مگر اب تک حکومتی اداروں میں کسی مخصوص دین کی تبلیغ کو غیر قانونی تصور کیا جاتا تھا' چنانچہ وائٹ ہاؤس نے موجودہ قانون میں ترمیم کرکے امریکی شہریوں کو اس بات کی آزادی دے دی ہے' جس کے تحت حکومتی حلقوں اور اداروں میں کسی بھی دین یا مذہب کی حقانیت اور سچائی پر گفتگو کی جاسکتی ہے' نیز دفتر کے اسٹاف کو مخصوص دین قبول کرنے کی دعوت بھی دی جاسکتی ہے۔ قانون کی اس ترمیم کو امریکی مسلمانوں نے اپنے حق میں بڑی کامیابی قرار دیا ہے' اس کے تحت اب وہ دفتری ساتھیوں میں اسلامی کتب' کیسٹ' قرآن مجید کو باآسانی تقسیم کرسکتے ہیں' نیز نماز کی ادائیگی کی اجازت حاصل ہوچکی ہے' اسلامی لباس اور حجاب پہننے کی چھوٹ بھی دی جاچکی ہے' اس قانون کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ سرکاری ملازم کو اب اس بات کا مکلف بنادیا گیا ہے کہ وہ ملازمت کے دوران ایسے کام کی تعمیل سے انکار کرسکتا ہے جو اس کے دین میں حرام ہے' بشرطیکہ وہ اس کام کی حرمت کو ثابت کردے۔

☆☆..................☆☆

ضروری اعلان

”آوازِ حق“

مصنفہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ نے رد قادیانیت پر ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی جس کا نام ”آوازِ حق“ تھا، اس کتاب کی ضرورت ہے۔ حضرت مرحوم کے رد قادیانیت پر مجموعہ رسائل کو شائع کیا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ شامل کرنا ہے۔ جس کسی کے پاس ہو، اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

العارض: (مولانا اللہ وسایا)

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون: 514122

نثار احمد خان فتحی

کذاب یمامہ سے کذاب قادیان تک

صالح بن طریف

اصل میں یہ شخص یہودی تھا، اندلس میں اس کی نشوونما ہوئی، وہاں سے مغرب اقصیٰ کے بربری قبائل میں آ کر بودوباش اختیار کی۔ یہ قبائل بالکل جاہل اور وحشی تھے، صالح نے اپنے سحر اور نیرنجات کے شعبدے دکھا کر ان سب کو اپنا مطیع کر لیا اور ان پر حکومت کرنے لگا۔

۱۲۷ھ میں جب ہشام بن عبدالملک خلافت پر متمکن تھا، صالح نے نبوت کا دعویٰ کیا، شمالی افریقہ میں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کو وہ عروج ہوا کہ اس کے کسی ہم عصر حاکم کو اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس شخص کے کئی نام تھے عربی میں صالح، فارسی میں عالم، سریانی میں مالک، عبرانی روبیل اور بربری زبان میں اس کا وار یا یعنی خاتم النبیین کہتے تھے۔

صالح کا قرآن اور اس کی مضحکہ خیز شریعت:

یہ جھوٹا نبی کہتا تھا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مجھ پر بھی قرآن نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی قوم کے سامنے جو قرآن پیش کیا، اس میں اسی سورتیں تھیں اور حلال و حرام کے احکام بھی اس میں مذکور تھے۔ اس کے جھوٹے قرآن میں ایک سورہ غرائب الدنیا کے نام سے تھی جس کو اس کے امتی نماز میں پڑھنے کے مامور تھے، اس کی جھوٹی شریعت کی خاص خاص باتیں یہ تھیں:

(۱) روزے رمضان کے بجائے رجب میں رکھے جاتے تھے۔

(۲) نمازیں دس وقت کی فرض تھیں۔

(۳) ۲۱/محرم کے دن ہر شخص پر قربانی واجب تھی۔

(۴) منکوحہ عورت مرد پر غسل جنابت معاف۔

(۵) نماز صرف اشاروں سے پڑھتے تھے البتہ آخری رکعت کے بعد پانچ سجدے کئے جاتے تھے۔

(۶) شادیاں جتنی عورتوں سے چاہیں کریں تعداد کی کوئی قید نہیں تھی۔

(۷) ہر حلال جانور کی سری کھانا حرام تھا۔

اس کے علاوہ اور بہت سی غیر فطری باتیں اس نے اپنی شریعت میں رائج کر رکھی تھیں، صالح سینتالیس سال تک دعوائے نبوت کے ساتھ اپنی قوم کے سیاہ و سفید کا مالک رہا اور ۱۷۴ھ میں تخت و تاج سے دستبردار ہو کر پایہ تخت سے کہیں مشرق کی طرف جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ جاتے وقت اپنے بیٹے الیاس کو نصیحت کی کہ میرے دین پر رہنا چنانچہ نہ صرف الیاس بلکہ صالح کے تمام جانشین پانچویں صدی ہجری کے وسط تک نہ صرف اس کے تخت و تاج بلکہ اس کی ضلالت اور خانہ ساز نبوت کے بھی وارث رہے۔ تاریخ کی کتابوں کے مطابق:

☆...... الیاس بن صالح باپ کی وصیت کے مطابق اس کی تمام کفریات پر عامل رہا اور پچاس برس تک حکومت کرنے اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کے بعد ۲۲۴ھ میں مر گیا۔

☆...... الیاس کا بیٹا یونس مسند حکومت پر بیٹھا یہ نہ صرف اس گمراہی پر قائم رہا بلکہ اس نے دوسروں پر زبردستی اس گمراہی کو تھوپنے کی کوششیں کیں اور جو اس کا دین اختیار نہیں کرتے ان کو ہلاک کر دیتا تھا، چوالیس سال ظالمانہ حکومت کرنے کے بعد ۲۶۸ھ میں ہلاک ہو گیا۔

☆...... یونس کے بعد ابوغفیر محمد بن معاذ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور انتیس سال حکومت کر کے اپنی موت مر گیا۔

☆...... اس کے بعد ابوغفیر کا بیٹا ابوالانصار چوالیس سال حکومت کر کے دنیا سے کوچ کر گیا۔

☆...... اس کے بعد اس کا بیٹا ابومنصور عیسیٰ بائیس سال کی عمر میں باپ کا جانشین ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کو بڑا عروج نصیب ہوا، یہاں تک کہ مغرب میں کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس نے اس کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا ہو۔ اٹھائیس سال تک دعویٰ نبوت کے ساتھ حکومت کر کے ۳۲۹ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا، اور اس کی حکومت ختم ہوتے ہی صالح اور اس کے جانشینوں کی جھوٹی اور خانہ ساز نبوت کا شیرازہ بکھر گیا، یہاں تک کہ مرابطون نے ۴۵۱ھ میں ان کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر اہلسنت والجماعت کی حکومت قائم کر دی۔

☆☆..................☆☆

کذاب یمامہ سے کذاب قادیان تک

استاذ سیس خراسانی

اس شخص نے خراسان کے اطراف ہرات سجستان وغیرہ میں اپنی نبوت کے بلند بانگ دعوے کئے اور عوام اس کثرت سے اس کے معتقد ہوئے کہ چند ہی برس میں استاد کے پاس تقریباً تین لاکھ آدمیوں کی جماعت ہوگئی جو اس کو خدا کا فرستادہ نبی سمجھتے تھے، اس زمانے میں خلیفہ ابوجعفر منصور مسلمانوں کا خلیفہ تھا۔

استاذ سیس کے دل میں اپنی اتنی بڑی جماعت دیکھ کر ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی اور خراسان کے اکثر علاقے اپنے قبضے میں کر لئے۔ خلیفہ منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا، جسے استاد نے شکست دے دی۔ خلیفہ منصور نے کیے بعد دیگرے کئی لشکر اس کے بعد بھیجے مگر سب ناکام رہے اور استاد سے شکست کھا گئے۔

آخر کار منصور نے ایک نہایت تجربہ کار سپہ سالار خازم بن خزیمہ کو چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ استاد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے نہایت ہوشیاری اور پامردی سے استاد سیس کے لشکر کو شکست فاش دی اور اس کے ستر ہزار آدمی قتل کر دیئے اور چودہ ہزار کو قیدی بنالیا۔

استاد سیس اپنی بقیہ تیس ہزار فوج کو لے کر پہاڑوں میں جا چھپا۔ خازم نے بھی تعاقب کر کے پہاڑ کا محاصرہ کرلیا۔ آخر کار استاد نے محاصرے سے تنگ آ کر اپنے آپ کو خادم کے سپرد کر دیا۔ تاریخ اس باب میں خاموش ہے کہ اس کی موت کس طرح واقع ہوئی غالب قیاس یہی ہے کہ ابوجعفر منصور نے دوسرے جھوٹے نبیوں کی طرح اس کو بھی قتل کر دیا ہو۔

نثار احمد خان فتحی

حمد باری تعالیٰ

بہادر شاہ ظفر

مقدور کس کو حمد خدائے جلیل کا
اس جائے بے زبان ہے دہن قال و قیل کا

پانی میں اس نے راہبری کی کلیمؑ کی
آتش میں وہ ہوا چمن آرا خلیلؑ کا

اس کی مدد سے فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا

بلوایا اپنے دوست کو اس نے وہاں جہاں
مقدور پر زدن نہ ہوا جبرئیل کا

کیا پائے کنہ ذات کو اس کی کوئی ظفر
واں عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی یاد میں!

الشیخ رضاء الحق صاحب
شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم زکریا، ساؤتھ افریقہ

تحریر کے امیر ہر اک دل میں جاگزیں — خلد بریں کے حضرت لدھیانویؒ مکیں
تاریکیوں کے دور میں وہ تھے نقیب حق — اب بن گئے ہیں اہل فلک کے وہ ہم نشیں
اخلاق دل پسند تھے، اعمال بھی بلند — تحریر میں چھپا ہوا تھا ذوق انگبیں
ان کے قلم کے پھول تھے ہر طبقہ میں مقبول — افکار کی بلندیاں افلاک کی قریں
مرقد میں دشتوں نے اتار نہیں انہیں — اتری ہے آج جرات اظہار در زمیں
کتنے مریض روح شفایاب آپ سے — کتنوں کے دل کے ظرف میں پیدا ہوا یقیں
صفحات بیانات کی سطریں ہیں غمزدہ — اور جامعہ کی خون سے ہے، تربتر جبیں
حضرت کے سر پہ تاج ولایت تھا ضوفشاں — دن رات کررہے تھے وہ اصلاح تابعیں
افسوس قاتلوں کے ظلم کی ہے انتہا — گونجا فغان و شور کہ قاتل ہیں بدتریں
حضرت کی ذات ''ختم نبوت'' کی پاسباں — تحریر ان کی ختم نبوت پہ دل نشیں
صفحات جنگ روز جمعہ یاد آگئے — مخلوق حق کو آپ دکھاتے تھے رہ دیں
عبدالرزاق شیخ ہیں مجروح و غمزدہ — مفتی محمد جمیل بھی ہیں شب و روز حزیں
دیدی حیات، عشق کو بخشی حیات نو — دار و رسن کو چوم لیا تو نے آفریں
روشن ہوا زمانہ بصائر کے نور سے — یوسفؒ تھے دوم، یوسفؒ اول کے جانشیں
کیا خوب تزکیہ تھا؟ تھی تقریر دلپذیر — تدریس عالی شان تھی تصنیف بہتریں
اللہ سے دعا ہے عطا کردے مغفرت — جنت میں منتظر ہو تیرے حور نازنیں
دن رات کام کرنے میں ان کا سکون دل — باطل کے انتقاد میں چلتی رہی مشیں
حضرتؒ کی زندگی میں تھا ماحول پر بہار — پر نور مجلسیں تھیں صحافت تھی مہ جبیں
عشق نبیؐ کا نغمہ شیریں تھا بر زباں — ہاتھوں سے پھیلتی رہی خوشبوئے عنبریں

آواز حق تھی شیخ کی باطل شکن رضاؔ
ان کے قلم کی نوک میں تھا نور آتشیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

سولہویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۵ اگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 ۹ ایچ زیڈ یو کے
فون: 0207-737-8199